صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

صیام رمضان

مختصر احکام ومسائل

جمع وترتیب

ابو عبد اللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی

ناشر

صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی

حقوق طبع محفوظ ہیں

نام کتاب : صیام رمضان-مختصر احکام ومسائل

جمع وترتیب : ابوعبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی

سنہ اشاعت : شعبان 1434ھ مطابق جولائی 2013ء

تعداد : دو ہزار

ایڈیشن : اول

صفحات : 132

طباعت : آفرین آرٹس (9819189965)

ناشر : شعبۂ نشرواشاعت،صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی۔

ملنے کے پتے:

- دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی: 14-15، چوناوالا کمپاؤنڈ، مقابل بیسٹ بس ڈپو، ایل بی ایس مارگ، کرلا (ویسٹ) ممبئی-400070_ٹیلیفون: 022-26520077
- مکتبہ دارالتراث الاسلامی: لیک پلازا، نزد مسجد دارالسلام،کوسہ،ممبرا،تھانہ-400612
- مسجد دارالتوحید: چودھری کمپاؤنڈ، واونجہ پالا روڈ، واونجہ،تعلقہ پنویل،ضلع رائے گڈھ-410208_فون: 9773026335
- مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ والخیریۃ، بیت السلام کمپلیکس، نزد المدینۃ انگلش اسکول، مہاڈ ناکہ، کھیڈ،ضلع: رتناگری-415709، فون: 02356-264455
- شعبۂ دعوت وتبلیغ جماعت المسلمین مھسلہ،ضلع رائے گڈھ-402105
- جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ، بھیونڈی: 226526 / 225071

فہرست مضامین

عرض ناشر

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن اور ستون صوم رمضان ہے، اس ستون کی حفاظت سے اسلام کے قلعے کی حفاظت ہوگی، ستون محفوظ نہ ہوں تو عمارت محفوظ نہیں رہ سکتی۔
جس طرح مضبوط ستون مضبوط عمارت کی ضمانت ہوتے ہیں بالکل یہی مسئلہ ارکان اسلام کا ہے۔ ارکان اسلام جتنا مستحکم ہوں گے ہماری زندگی میں اسلام کی عمارت بھی اسی طرح ٹھوس اور مستحکم ہوگی، اس لئے ضروری ہے کہ ہم ان کی اہمیت سمجھنے کے ساتھ ساتھ اس کی فکر کریں اور اپنی زندگی میں اسے پائیدار کریں۔
رمضان کے پورے مہینے کے روزے پر جب غور کیا جاتا ہے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہمارے مہربان رب نے کس طرح پورے اسلام کی حفاظت کے لئے رمضان کے روزوں کی حفاظت کو ضروری قرار دیا ہے، چنانچہ جب بندہ زندگی کے بنیادی تقاضے کھانے پینے اور شہوت کے چھوڑنے پر بحکم رب تیار ہوتا ہے پھر وقت پر عملاً ثابت بھی کرتا ہے تو بدیہی طور پر یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ اے اللہ! میری زندگی کے تمام اوقات تیرے حکم کے تابع ہیں۔ ارشاد نبوی کے مطابق یومیہ افطار اور اسی طرح ماہ کے پورے روزوں کی تکمیل پر روزہ دار بے انتہا خوش ہوتا ہے اس کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ اس نے پورے دن اور اسی طرح پورے ماہ کا روزہ اس کے ارکان و شروط اور جملہ آداب کے ساتھ بجا لایا، اسلام کے رکن کی

محافظت میں دن لگا دیا اور اجر کا مستحق ہوگا! اب اس کے بعد یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ نے جہاں جن جن چیزوں سے اسے منع کیا ہو وہاں وہ اللہ کے حکم کی مخالفت کرے، یہی بات اللہ نے روزہ کے مقصد کے تحت بیان کی ہے کہ اس کا مقصد تقویٰ کا حصول ہے یعنی بندے کی پوری زندگی اس کے احکام کی فرمانبردار اور ممنوعات سے بچنے والی ہوجائے۔

یہ کتابچہ فاضل مکرم شیخ عنایت اللہ مدنی نے مرتب کیا ہے، آپ نے اس میں تفصیل اور اختصار دونوں سے بچتے ہوئے درمیانی راہ اختیار فرمائی ہے' تاکہ آسانی بھی ہو اور مسائل ضروریہ سے واقفیت بھی ہوجائے۔ یہ رسالہ اس ناحیہ سے بہت اہم اور مفید ہوگا، ان شاء اللہ۔

صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی کے شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے اس کی اشاعت رمضان المبارک کی مناسبت سے ہورہی ہے تاکہ نیک روزے دار اس اہم عبادت بلکہ اسلام کے ایک اساسی رکن کے سلسلے میں اس کے ارکان وشروط اور ضروری احکام ومسائل سے آگاہ ہوسکیں، پھر اسی کی روشنی میں ساری عبادتیں انجام دیں۔ کیونکہ کوئی بھی عبادت یا نیکی اس وقت تک مقبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ سنت کے مطابق نہ ہو، ارشاد نبوی ہے:

''مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ''۔ ①

جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں' وہ مردود ہے۔

فتنے کے اس دور میں جہاں تک نظر جاتی ہے مسلکی طریقہ ہی رائج اور جاری ہے کم ہی لوگ ہیں جنہیں اس کی فکر ہے کہ ہمارا طریقہ وعمل سنت کے مطابق ہے کہ نہیں۔ ایسی صورت میں ہر داعی اور دعوتی نظام کی یہ ذمے داری ہے کہ غیر مسنون اور مروجہ طریقوں کے درمیان سنت کا

---

① صحیح مسلم، کتاب الأقضیۃ، باب نقض الأحکام الباطلۃ، حدیث 4590۔

تعارف کرائیں اور لوگوں کو بتائیں کہ سنت ہی اسلام ہے اس لئے اسی کی پیروی کی جائے بقیہ طریقوں کو ترک کر دیا جائے۔ ارشاد باری ہے:

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ [الاعراف:3]۔

تم لوگ اس کا اتباع کرو جو تمہارے رب کی جانب سے تمہاری طرف اتاری گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر من گھڑت اولیاء کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو۔

اخیر میں اراکین صوبائی جمعیت اہل حدیث اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اس توفیق پر اس کے غایت درجہ شکر گزار ہیں بعدہ عزیز مولف رسالہ مولانا عنایت اللہ مدنی اور معاونین جمعیت کے بھی قدرداں ہیں جن کے جماعتی اور دعوتی جذبے اور تڑپ سے یہ کام انجام تک پہنچا۔

فجزاہم اللہ خیراً، وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین۔

عبدالسلام سلفی

(امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

7/جولائی 2013ء

پیش لفظ

الحمدلله رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی أشرف الأنبیاء والمرسلین، نبینا محمد وعلی آله و صحبه أجمعین، و بعد:

ماہ رمضان اپنے تمام تر فضائل و برکات، انعامات ونوازشات کے ساتھ امت اسلامیہ پر سایہ فگن ہونے کو ہے، ہر طرف بس اسی مہمان کریم کی آمد آمد ہے امت اسلامیہ کو چاہئے کہ اس عظیم المرتبت مہمان کا اس کے شایان شان استقبال کریں اور اللہ ذوالکرم کے خصوصی انعام وکرم کو قبول کرتے ہوئے ''ریان'' گیٹ سے جنات عدن میں داخلہ کی تیاری میں پوری طرح جُٹ جائیں۔ فرائض وواجبات ہوں کہ سنن ونوافل اور مستحبات پوری آمادگی اور اخلاص دین کے ساتھ سنت رسول ہاشمی ﷺ کی چھاؤں میں کما حقہ انجام دینے کی کوشش کریں، گھنٹے نہیں منٹوں اور سکنڈوں کو انمول سمجھیں' کہ زیست مستعار کے یہ لمحات مالک یوم الدین کے حکم کے تابع ہیں۔

اللہ ذوالکرم کا احسان و کرم بھی کتنا بے پایاں ہے کہ ایک طرف اگر باب الریان سے جنات النعیم میں انٹری کی بشارت ہے تو دوسری طرف راہ جنت کو پوری طرح ہموار وسازگار کر کے اس کی رکاوٹوں کو کافور کر دیا گیا ہے، رصد گاہوں پر بیٹھے داعیان نار جہنم ابلیس لعین اور اسکے سرکش

کارندوں کو پابجولاں کر دیا گیا ہے، اس مہمان کریم کے رہنے تک جہنم کے دروازے بند اور جنت کے دروازے وا کر دیئے گئے ہیں، بس رب کریم کی رحمتوں کی برکھا ہے!!

اے اللہ! تیری رحمتوں کا کیا کہنا! بس ہمیں اپنے مہمان کریم کا قدر دان، اپنے احکام کا پابند اور اپنی رحمتوں کا مستحق بنا، آمین۔

قارئین کرام! زیر نظر رسالہ "صیام رمضان-مختصر احکام و مسائل" ماہ رمضان کی بنیادی عبادت "صوم" اور دیگر مشروع اعمال و عبادات کے مختصر احکام و مسائل پر مشتمل ہے، تمام مسائل کو کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور علماء سلف، محققین امت کی ترجیحات کے مطابق ترتیب دینے کی کوشش کی گئی ہے، تاہم کمال صرف اور صرف اللہ عزوجل کی ذات مبارکہ کے لئے ہے، بشری کوششوں میں غلطیوں، خطاؤں اور لغزشوں کا ہونا ایک فطری امر ہے، جس سے کسی طرح مفر نہیں۔ اس میں جو درست ہے وہ محض اللہ رب العالمین کا فضل و احسان ہے، ورنہ غلطیاں مجھ بشر اور شیطان لعین کی طرف سے ہیں، میں اللہ سے مغفرت کا خواستگار ہوں۔

اس رسالہ کی تیاری میں جن کتابوں سے خصوصی طور پر استفادہ کیا گیا ہے ان میں زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، از امام ابن القیم رحمہ اللہ، فتاویٰ علماء معاصرین، مثلاً علامہ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ، علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ، وکبار علماء کمیٹی سعودی عرب، الصیام فی الاسلام، از ڈاکٹر سعید بن علی القحطانی، بغیۃ المتطوع فی صلاۃ التطوع، از محمد عمر بازمول، مفطرات الصیام المعاصرۃ، از شیخ احمد بن محمد الخلیل اور فقہ الاعتکاف، از ڈاکٹر خالد بن علی مشیقح وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

توفیق الٰہی کے بعد اراکین صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اور خصوصاً امیر محترم فضیلۃ الشیخ

عبد السلام سلفی حفظہ اللہ کی خصوصی دلچسپی اور فکر مندی کے نتیجہ میں اس رسالہ کی تحریر وطباعت عمل میں آئی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صوبائی جمعیت کو مزید متحرک اور فعال ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور امیر محترم کو ان کے جذبہ نیک وخالص پر اجر عظیم سے نوازے، اور ہم تمام مسلمانوں کو اخلاص قول وعمل کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

مزید دعا گوں ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو ہر خاص وعام کے لئے مفید بنائے، میرے والدین بزرگوار کے لئے صدقہ جاریہ بنائے، میرے تمام اساتذہ ومربیان کے لئے باعث خیر بنائے، اور میرے اہل خانہ اور تمام معاونین کو جزائے خیر سے نوازے، آمین۔

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ۔

ممبئی، الہند:

24 شعبان 1434ھ/ 4 جولائی 2013ء

ابو عبد اللہ عنایت اللہ سنابلی مدنی
(صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)
(inayatu█ahmadani@yahoo.com)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلی فصل:

صیام رمضان' فرضیت اور فضائل و مقاصد

۱ صیام کا لغوی و شرعی مفہوم:

صوم یا صیام صام، یصوم کا مصدر ہے۔ عربی زبان میں ''صوم'' یا ''صیام'' کے معنیٰ کسی چیز سے رک جانے یا اسے چھوڑ دینے کے ہیں، مریم علیہا السلام کی بات نقل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا [مریم:26]۔

میں نے اللہ رحمن کے نام کا ''صوم'' مان رکھا ہے لہٰذا میں آج کسی شخص سے بات نہ کروں گی۔

یعنی خاموشی مان رکھا ہے، جو دراصل گفتگو سے رک جانا اور اسے چھوڑ دینا ہے، جیسا کہ آیت کریمہ کے اگلے حصہ سے معلوم ہوتا ہے۔ ①

اصطلاح شریعت میں صوم کی کئی تعریفیں کی گئی ہیں، شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ صوم کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

① دیکھئے: لسان العرب لابن منظور 12 / 350، والمصباح المنیر 1 / 352، والمغنی لابن قدامۃ 4 / 323۔

''الإمساك عن الاكل والشرب والجماع، وغيرها مما ورد به الشرع في النهار على الوجه المشروع، ويتبع ذلك الإمساك عن الرفث والجهل وغيرها من الكلام المحرم والمكروه''۔①

کھانے، پینے، جماع اور شریعت میں وارد دیگر امور سے شریعت کے مطابق دن کے وقت میں رک جانے کا نام صوم ہے۔اور اس میں شہوت والے امور، جہالت اور دیگر حرام ومکروہ باتوں سے اجتناب بھی شامل ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور دیگر علماء کی تعریفات کی روشنی میں صوم کی جامع تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے:

''هو التعبد لله تعالى بالإمساك بنية: عن الاكل، والشرب، وسائر المفطرات، من طلوع الفجر الثاني إلى غروب الشمس، من شخص مخصوص، بشروط مخصوصة''۔②

صوم: مخصوص شخص کا مخصوص شرائط کے ساتھ صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور دیگر مفطر امور سے اللہ کی عبادت کی نیت سے رک جانے کا نام ہے۔

۲ صوم رمضان کی فرضیت اور اس کے مراحل:

صوم رمضان کتاب وسنت اور اجماع کی روشنی میں ہر بالغ، عاقل، قادر، مقیم اور عذر وموانع

① کتاب الصیام من شرح العمدۃ، از شیخ الاسلام ابن تیمیہ، 1 / 24۔

② دیکھئے: الشرح الممتع، از ابن عثیمین، 6 / 310، والالمام بشیء من أحکام الصیام، از عبدالعزیز بن عبداللہ الراجحی ص 7۔ نیز دیکھئے: الصیام فی الاسلام، از ڈاکٹر سعید القحطانی ص 9۔

سے خالی مسلمان پر فرض ہے۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ [البقرة:183]

اے ایمان والو! تم پر صوم فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

نیز ارشاد ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ [البقرة:185]

ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں، تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے صوم رکھنا چاہیے۔

صحیح بخاری میں طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں:

''جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ، ثَائِرُ الرَّأْسِ ، يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ ، وَلاَ يُفْقَهُ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى دَنَا ، فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الإِسْلاَمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِى الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ . فَقَالَ هَلْ عَلَىَّ غَيْرُهَا قَالَ: لاَ ، إِلاَّ اَنْ تَطَوَّعَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَصِيَامُ رَمَضَانَ. قَالَ هَلْ عَلَىَّ غَيْرُهُ قَالَ:

لاَ ، إِلاَّ أَنْ تَطَوَّعَ . قَالَ: وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الزَّكَاةَ . قَالَ هَلْ عَلَىَّ غَيْرُهَا قَالَ: لاَ ، إِلاَّ أَنْ تَطَوَّعَ . قَالَ: فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: وَاللّٰهِ لاَ أَزِيدُ عَلَى هٰذَا وَلاَ أَنْقُصُ . قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ ''۔ [1]

نجد والوں میں سے ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، بال بکھرے ہوئے تھے، ہم اس کی آواز کی بھنبھناہٹ سنتے تھے اور ہم سمجھ نہیں پارہے تھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ نزدیک آپہنچا، تب معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام دن رات میں پانچ صلوات پڑھنا ہے، اس نے کہا: بس اس کے سوا تو اور کوئی صلاۃ مجھ پر نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، الا یہ کہ تم نفل پڑھو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اور رمضان کے صوم رکھنا۔ اس نے کہا: اور تو کوئی صوم مجھ پر نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، اِلا یہ کہ تم نفل صوم رکھو۔ طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے زکوٰۃ کا بیان کیا۔ وہ کہنے لگا کہ بس اور کوئی صدقہ مجھ پر نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، اِلا یہ کہ تم نفل صدقہ دو۔ راوی کہتے ہیں: پھر وہ شخص یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ: قسم اللہ کی میں نہ اس سے بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر یہ سچا ہے تو کامیاب ہوگیا۔

اور پوری امت اسلامیہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ صوم رمضان فرض ہے اور اس کی

[1] صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب وجوب صوم رمضان، حدیث 1891، وحدیث 46، وحدیث 2678، وحدیث 6956۔

فرضیت کا منکر کافر ہے۔ ①

البتہ صوم کی فرضیت انسانی فطرت وطبیعت کی رعایت کرتے ہوئے بالتدریج حسب ذیل تین مرحلوں میں ہوئی:

پہلا مرحلہ: صوم کی ترغیب کے ساتھ صوم رکھنے اور ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلانے کا اختیار دیا گیا۔

دوسرا مرحلہ: اختیار ختم کر کے صوم رکھنا ہی لازم قرار دیا گیا، البتہ اگر صائم افطار یا کھانے سے پہلے سوجاتا اور اسی حالت میں سورج غروب ہوجاتا تو اس کے لئے اگلی شام تک کھانا پینا حرام ہوجاتا۔

تیسرا اور آخری مرحلہ: صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک صوم کی فرضیت۔ اور یہی قیامت تک کے لئے مشروع ہوگیا۔ ②

اس آخری مرحلہ کی فرضیت شعبان سنہ 2 ہجری میں ہوئی۔ ③

سید سابق رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: صوم رمضان کی فرضیت بروز پیر 2 شعبان سنہ 2 ہجری میں ہوئی۔ ④

---

① دیکھئے: المغنی، از ابن قدامہ، 4 / 324، والاجماع از ابن المنذر ص 52 ومراتب الاجماع، از ابن حزم ص 70، والتمہید از ابن عبدالبر 2 / 148۔

② دیکھئے: زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، از ابن القیم 30/2۔

③ دیکھئے: زاد المعاد از ابن القیم 30/2۔

④ فقہ السنہ، از سید سابق 433/1۔

۳ ماہ رمضان کا آغاز و اختتام:

ماہ رمضان کے آغاز یا اختتام کو یقینی قرار دینے کے لئے بالترتیب تین میں سے کسی ایک بات کا پایا جانا ضروری ہے:

۱۔ ہلال رمضان اسی طرح ہلال شوال کی یقینی رویت۔

۲۔ ہلال رمضان کے سلسلہ میں عادل گواہ کی گواہی، خواہ ایک ہی کیوں نہ ہو۔ البتہ ہلال شوال کی رویت پر کم از کم دو عادل گواہوں کی گواہی ضروری ہے۔ [1]

۳۔ اگر رویت اور شہادت دونوں چیزیں میسر نہ آئیں تو تیس دن مکمل کئے جائیں۔

چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ ہلال رمضان کی یقینی رویت:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ ، وَافْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ ، فَإِنْ غُبِّىَ عَلَيْكُمْ فَاكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ“۔

چاند دیکھ کر ہی صوم رکھو اور چاند دیکھ کر ہی صوم چھوڑو، اور اگر تمہیں نظر نہ آسکے تو شعبان کی تعداد تیس مکمل کرو۔

اور صحیح مسلم کے الفاظ اس طرح ہیں:

”إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَافْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ

---

[1] دیکھئے: جامع الترمذی 3/74، حدیث 691، وزاد المعاد 2/38-50۔

عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا''۔

جب تم (رمضان کا) چاند دیکھو تو صوم رکھو اور جب (شوال کا) چاند دیکھو تو صوم چھوڑ و، اور اگر نظر نہ آئے تو تیس دن صوم رکھو۔

اور صحیح مسلم ہی ایک دوسری روایت میں الفاظ یوں ہیں:

''صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَافْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُم الشَّهْرُ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ''۔ ①

چاند دیکھ کر ہی صوم رکھو اور چاند دیکھ کر ہی صوم چھوڑو، اور اگر تمہیں نظر نہ آسکے تو تیس دن گنو۔

۲۔رویت ہلال رمضان پر عادل کی شہادت:

اس سلسلہ میں دو قسم کی روایتیں ہیں بعض روایتوں میں ایک گواہ کی گواہی پر دخول رمضان تسلیم کیا گیا ہے اور بعض میں دو گواہوں کی گواہی پر، ملاحظہ فرمائیں:

پہلی قسم: ایک شخص کی گواہی:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''تَرَاءَى النَّاسُ الْهِلَالَ فَأَخْبَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنِّي رَأَيْتُهُ فَصَامَهُ وَأَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهِ''۔ ②

① صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب قول النبی ﷺ: ''إذا رأیتم الھلال فصوموا وإذا رأیتموہ فأفطروا''، حدیث 1909، و مسلم، کتاب الصوم، باب وجوب صوم رمضان لرؤیۃ الھلال والفطر لرؤیۃ الھلال ۔۔۔، حدیث 1081۔

② سنن أبوداود، کتاب الصوم، باب شھادۃ الواحد علی رؤیۃ ہلال رمضان، حدیث 2342، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن أبی داود میں صحیح قرار دیا ہے، 2/55۔

لوگوں نے ہلال رمضان دیکھنے کی کوشش کی، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتلایا کہ میں نے دیکھا ہے، چنانچہ آپ نے خود صوم رکھا اور لوگوں کو اس کا حکم دیا۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں:

”جَاءَ اَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْهِلَالَ - يَعْنِي رَمَضَانَ - فَقَالَ: أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ ؟ قَالَ : نَعَمْ. قَالَ : أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ ؟. قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: يَا بِلَالُ أَذِّنْ فِي النَّاسِ فَلْيَصُومُوا غَدًا“۔ ①

ایک بدوی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے چاند دیکھا ہے، حسن اپنی حدیث میں فرماتے ہیں: یعنی رمضان کا چاند، تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم ”لا الہ الا اللہ“ کی گواہی دیتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں، آپ نے پھر پوچھا: کیا تم ”محمد رسول اللہ“ کی گواہی دیتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: اے بلال لوگوں میں اعلان کردو کہ کل صوم رکھیں۔

---

① سنن ابوداود، کتاب الصیام، باب فی شہادۃ الواحد علی رؤیۃ ہلال رمضان، حدیث 2340، وجامع الترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء بالشہادۃ، حدیث 691، وسنن النسائی، کتاب الصیام، باب قبول شہادۃ الرجل الواحد علی ہلال شہر رمضان، حدیث 2113، و2114، و2115۔

اس حدیث کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف سنن ابی داود (262/2، حدیث 402) میں ضعیف قرار دیا ہے۔

شیخ عبدالقادر الارنؤوط فرماتے ہیں: ”میں کہتا ہوں: لیکن اس حدیث کے بالمعنی کچھ شواہد ہیں جن سے اسے قوت ملتی ہے، انہی میں سے اس کے بعد والی روایت (4384) ہے“۔ [جامع الاصول، از ابن الاثیر، 6/273 حدیث 4383]۔

عبدالقادر ارنؤوط نے جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے وہ اس سے قبل ذکر کردہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔

دوسری قسم: دولوگوں کی گواہی۔

ربعی بن حراش نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''اخْتَلَفَ النَّاسُ فِی اٰخِرِ یَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ فَقَدِمَ اَعْرَابِیَّانِ فَشَهِدَا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِاللّٰهِ لَاَهَلَّا الْهِلَالَ اَمْسِ عَشِیَّةً فَاَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ اَنْ یُفْطِرُوا زَادَ خَلَفٌ فِی حَدِیثِهِ وَاَنْ یَغْدُوا اِلَی مُصَلَّاهُمْ''۔ [1]

رمضان کے آخری دن کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہوگیا، چنانچہ دو بدویوں نے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر گواہی دی کہ انہوں نے کل رات چاند دیکھا ہے، تو اللہ کے نبی ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ صوم توڑ دیں۔ اور خلف نے اپنی حدیث میں مزید یہ بھی کہا ہے کہ: اور لوگ عیدگاہ جائیں۔

عبدالرحمن بن زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ انہوں نے یوم شک کے بارے میں لوگوں کو خطاب فرمایا، اور اس میں کہا:

''اَلَا اِنِّي جَالَسْتُ اَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، وَسَاءَلْتُهُمْ ، وَاِنَّهُمْ حَدَّثُونِي اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ ، وَاَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ ، وَانْسُكُوا لَهَا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا ثَلَاثِينَ ، فَاِنْ

---

[1] سنن ابوداود، کتاب الصوم، باب شہادۃ رجلین علی رؤیۃ ہلال شوال، حدیث 2339، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن ابی داود میں صحیح قرار دیا ہے 2/54۔

شَهِدَ شَاهِدَانِ فَصُومُوا ، وَاَفْطِرُوا ''۔ [1]

سن لو! میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے ساتھ رہ چکا ہوں اور ان سے مسائل پوچھ چکا ہوں، اور انہوں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے: ''چاند دیکھ کر ہی صوم رکھو اور چاند دیکھ کر ہی صوم چھوڑو، اور اسی کے مطابق عبادت کرو، اور اگر تمہیں نظر نہ آسکے تو تیس دن مکمل کرو، اور اگر دو گواہ گواہی دیں تو اس کے مطابق صوم رکھو اور چھوڑو۔

ابو عمیر بن انس اپنے چچاؤں سے ۔جو نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے تھے۔ روایت کرتے ہیں:

'' اَنَّ رَكْبًا جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشْهَدُونَ اَنَّهُمْ رَاَوُا الْهِلَالَ بِالْاَمْسِ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يُفْطِرُوا وَإِذَا اَصْبَحُوا اَنْ يَغْدُوا إِلَى مُصَلَّاهُمْ ''۔ [2]

کہ ایک قافلہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور گواہی دی کہ انہوں نے کل (شوال کا) چاند دیکھا ہے، تو آپ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ صوم توڑ دیں اور کل صبح عید گاہ جائیں۔

---

[1] سنن النسائی، کتاب الصوم، باب قبول شہادۃ الرجل الواحد علی ہلال رمضان، حدیث 2115، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن النسائی 2/ 95، اور إرواء الغلیل، حدیث 909 میں صحیح قرار دیا ہے۔

[2] سنن أبو داود، کتاب الصلاۃ، باب إذا لم یخرج الامام للعید من یومہ؛ یخرج من الغد، حدیث 1157، وسنن النسائی کتاب العیدین، باب الخروج إلی العیدین من الغد، حدیث 1557، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن أبی داود میں صحیح قرار دیا ہے، 1/ 317۔

۳۔اور اگر رویت وشہادت دونوں میں سے کوئی چیز نہ ممکن ہو سکے تو تیس دن مکمل کریں، جیسا کہ سابقہ روایات میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

۴ رویت ہلال اور اختلاف مطالع:

رویت ہلال میں مطالع کا اختلاف حسی وعقلی دونوں حیثیتوں سے ایک مسلم اور بدیہی امر ہے ،اس میں مسلمانوں میں سے کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

چنانچہ صحیح مسلم میں کریب سے مروی ہے:

”اَنَّ اُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ بَعَثَتْهُ اِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ، قَالَ فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا، وَاسْتُهِلَّ عَلَيَّ رَمَضَانُ وَاَنَا بِالشَّامِ ،فَرَاَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي اٰخِرِ الشَّهْرِ، فَسَاَلَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما- ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ: مَتَى رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ؟ فَقُلْتُ: رَاَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ. فَقَالَ: اَنْتَ رَاَيْتَهُ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، وَرَاٰهُ النَّاسُ، وَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ. فَقَالَ: لٰكِنَّا رَاَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ؛ فَلَا نَزَالُ نَصُومُ حَتَّى نُكْمِلَ ثَلَاثِينَ اَوْ نَرَاهُ. فَقُلْتُ: اَوَلَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ ؟ فَقَالَ: لَا، هٰكَذَا اَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ“۔[1]

کہ ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے انہیں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس (ملک)

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب بیان آن لکل بلد رؤیتہم ،وانہم إذا رأوا الہلال ببلد لایثبت حکمہ لما بعد عنہم ،حدیث 1087۔

شام بھیجا۔ بیان کرتے ہیں کہ میں شام گیا اور ان کا کام مکمل کر دیا اور میں نے جمعہ کی شب کو رمضان کا چاند دیکھا۔ پھر مہینے کے آخر میں مدینہ آیا۔ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے پوچھا اور چاند کا ذکر کیا کہ تم نے کب دیکھا؟ میں نے کہا کہ ہم نے تو جمعہ کی شب کو دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ تم نے خود دیکھا؟ میں نے کہا ہاں! اور لوگوں نے بھی دیکھا اور صوم رکھا، اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی صوم رکھا۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: لیکن ہم نے تو ہفتہ کی شب کو دیکھا ہے، اور ہم صوم رکھتے رہیں گے یہاں تک کہ تیس مکمل کر لیں یا پھر چاند دیکھ لیں۔ تو میں نے کہا: کہ کیا آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کا چاند دیکھنا اور ان کا صوم رکھنا کافی نہیں سمجھتے؟ انہوں نے کہا: نہیں! ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔

یہ روایت اس بات کی نہایت واضح دلیل ہے کہ مطالع مختلف ہوتے ہیں تب ہی اہل شام نے دیکھا اور اہل مدینہ نے نہیں دیکھا۔

البتہ اختلاف اس قضیہ میں ہے کہ آیا صوم کے آغاز و اختتام میں مطالع کے اختلاف کا اعتبار کیا جائے یا نہ کیا جائے؟ یعنی کسی بھی جگہ رویت کی اطلاع پر دیگر تمام مسلمان صوم کا آغاز و اختتام کر دیں یا پھر ہر ہر ملک کے مسلمان اپنی اپنی رویت کا اعتبار کر کے صوم کا آغاز و اختتام کریں؟

اس بنیاد پر اس مسئلہ میں علماء اسلام کی کئی رائیں ہیں:

۱۔ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، بلکہ ایک جگہ کی رویت پر پوری دنیا کے مسلمان عمل کریں گے۔ جمہور علماء کرام کی رائے یہی ہے۔

ان علماء کرام کا کہنا یہ ہے کہ یہ چیز مسلمانوں کے اتحاد سے قریب تر ہے، تا کہ تمام مسلمان ایک ہی ساتھ صوم رکھیں اور چھوڑیں اور ایک ہی ساتھ عید سعید کی خوشیاں منائیں، لوگوں میں کوئی اختلاف وانتشار نہ ہو۔ ①

۲۔ اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے گا، ہر ملک اور خطہ کی مطالع کے مطابق اپنی رویت ہوگی، اس کے مطابق وہ صوم وافطار کریں گے۔ یہ بعض شوافع اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ کی رائے ہے۔ ②

۳۔ لوگ اپنے امام اور حاکم کے ماتحت ہیں، اس کے حکم کے مطابق صوم وافطار کریں گے۔ ③

۴۔ اگر کہیں رویت ہو جائے تو اس کا حکم ان تمام لوگوں کے لئے معتبر ہوگا جن تک اس رات میں اطلاع پہنچ سکتی ہو۔ ④

۵۔ اہل مکہ کی رویت پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے معتبر ہوگی۔ ⑤

مسئلہ سے متعلق یہ چند آراء ہیں اور ہر ایک کی اپنی دلیلیں یا تعلیلیں بھی ہیں۔ مذکورہ آراء میں سے اکثر علماء کرام کا میلان پہلی رائے کی طرف ہے کیونکہ اس میں مسلمانوں کے اتحاد اور یکجہتی کا پہلو موجود ہے، اور یہ چیز اپنی جگہ قابل تحسین، عمدہ اور امت مسلمہ کی اجتماعی مصلحتوں کے عین

---

① المغنی، از ابن قدامۃ، 4/ 328-329۔

② الاختیارات الفقہیۃ، از شیخ الاسلام بن تیمیہ ص 158، والفتاوی الکبری، از شیخ الاسلام ابن تیمیہ 5/ 375۔

③ دیکھئے: الشرح الممتع، از ابن عثیمین 6/ 322۔

④ دیکھئے: الشرح الممتع، از ابن عثیمین 6/ 323۔

⑤ دیکھئے: الروض المربع شرح زاد المستقنع بتعلیق عدۃ مشائخ 4/ 273۔

مطابق بھی ہے، لیکن ظاہر ہے کہ یہ چیز عہد نبوی ﷺ سے لیکر آج تک کسی بھی زمانے میں معمول بہ نہیں رہی ہے، اور اس دور میں تیز ترین وسائل ابلاغ کی فراہمی کے سبب شاید یہ چیز ممکن بھی ہو کہ کسی ملک میں رویت کا تحقق ہونے پر اس کی اطلاع دنیا کے مختلف گوشوں میں پہنچائی جاسکے، لیکن پہلے زمانوں میں ایسا بہر حال ناممکن اور محال تھا، یہی وجہ ہے کہ عہد رسالت سے آج تک کسی بھی زمانہ میں ایسا نہ ہوسکا، اس لئے بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کر کے ہر ہر ملک کی اپنی اپنی رویت کے مطابق صوم وافطار کا سلسلہ ہی چلتا رہے، اور اس مسئلہ کو زیادہ ہوا نہ دیا جائے جس سے مسلمانوں میں بے چینی اور انتشار کا اندیشہ ہے، اور یہی سعودیہ عربیہ کی ہیئۃ کبار العلماء کونسل کی بھی قرارداد اور مشورہ ہے، بلکہ ان کا کہنا یہ بھی ہے ہر ملک کو اپنے علماء کی صوابدید کے مطابق اعتبار وعدم اعتبار کا حق حاصل رہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

''قد مضى على ظهور هذا الدين مدة اربعة عشر قرناً لانعلم منها فترة جرى فيها توحيد الامة الامية على روية واحدة، فإن اعضاء الهيئة يرون بقاء الامر على ما كان عليه، وعدم إثارة هذا الموضوع، وان يكون لكل دولة إسلامية حق اختيار ما تراه بواسطة علمائها من الرايين المشار إليهما في المسالة إذ لكل منهما ادلته ومستنداته''۔[1]

اس دین کی آمد پر چودہ صدیاں بیت چکی ہیں، لیکن ہم کوئی ایسا زمانہ نہیں جانتے

---

[1] دیکھئے: ابحاث هيئة كبار العلماء، بالسعودية 3 / 32-34، ومجموع فتاوى ومقالات متنوعة 15 / 76-145، نیز دیکھئے: فتاوى اللجنة الدائمة 10 / 102۔

جس میں یہ امت امیہ ایک رویت پر متحد رہی ہو، اس لئے کبار علماء کمیٹی کا خیال یہ ہے کہ معاملہ جوں کا توں رہنے دیا جائے، اور اس موضوع کو ہوا نہ دیا جائے، نیز یہ کہ ہر اسلامی مملکت کو اپنے علماء کی صوابدید کے مطابق مسئلہ کی دونوں رایوں اعتبار و عدم اعتبار اختلاف مطالع میں سے کسی بھی رائے کے اختیار کا حق رہے، کیونکہ دونوں رایوں کے اپنے دلائل و مستندات ہیں۔

اب بدیہی طور پر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے تو اس کے لئے کتنی مسافت اور دوری کا اعتبار کیا جائے گا، اس سلسلہ میں علماء کی رائیں مختلف ہیں۔ [1]

۵ صوم کے چند فضائل و برکات:

صوم کے بے شمار فضائل و برکات ہیں، چند حسب ذیل ہیں:

① صوم ان نیک اعمال میں سے ہے جن کے کرنے والوں کے لئے اللہ نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے، ارشاد باری ہے:

وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ [الأحزاب:33]۔

صوم رکھنے والے مرد اور صوم رکھنے والی عورتیں اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں

---

① دیکھئے: فتح الباری، از حافظ ابن حجر 123/4، ومجموع فتاوی، از ابن تیمیہ 104/25، نیز دیکھئے: ماہنامہ مجلہ التبیان نئی دہلی شمارہ: جولائی، اگست و اکتوبر 2004ء، واللہ اعلم۔

ان (سب کے) لئے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

② صوم تقویٰ کے اسباب میں سے ایک سبب ہے، ارشاد باری ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾ [البقرة:183]۔

اے ایمان والو! تم پر صوم فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

③ صوم نارِ جہنم سے ڈھال اور محفوظ قلعہ ہے۔

حدیث قدسی میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''قَالَ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ: الصِّيَامُ جُنَّةٌ يَسْتَجِنُّ بِهَا الْعَبْدُ مِنَ النَّارِ، وَهُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ''۔

ہمارا رب عزوجل فرماتا ہے: صوم ڈھال ہے جس سے بندہ جہنم سے اپنا بچاؤ کرتا ہے، اور وہ میرے لئے ہے، میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

نیز ارشاد ہے:

''الصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَحِصْنٌ حَصِينٌ مِنَ النَّارِ''۔ [1]

صوم ڈھال ہے اور جہنم سے حفاظت کے لئے محفوظ قلعہ ہے۔

④ صوم شہوتوں پر کنٹرول کا ذریعہ ہے۔

---

[1] مسند احمد 15 / 123، حدیث 9225، اس کی سند کو محققین مسند نے صحیح قرار دیا ہے، 15 / 123، اور امام منذری نے حسن قرار دیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب والترہیب میں اسے حسن لغیرہ کہا ہے، 1 / 578۔

''يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ ، فَإِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ ، وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ''۔ ①

اے جوانوں کی جماعت! تم میں سے جسے نکاح کی قدرت ہو وہ نکاح کرلے؛ کیونکہ وہ نگاہ کو پست کرنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے، اور جسے طاقت نہ ہو اس کے لئے صوم ضروری ہے، کیونکہ اس سے اس کی شہوت قابو میں رہے گی۔

⑤ صوم نبی کریم ﷺ کی وہ عظیم وصیت ہے جسے کا کوئی مثیل و بدیل نہیں۔

ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللهِ مُرْنِي بِاَمْرٍ يَنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهِ ، قَالَ: عَلَيْكَ بِالصِّيَامِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ''۔ ②

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے کسی ایسی بات کا حکم دیجئے جس سے اللہ مجھے نفع پہنچائے، آپ نے فرمایا: صوم کو لازم پکڑو کیونکہ اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

''ان ابا امامة سَاَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ ؟ قَالَ :

---

① صحیح البخاری، حدیث 1905، وصحیح مسلم، حدیث 1400۔

② سنن النسائی، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی محمد بن أبي یعقوب فی حدیث أبی أمامة فی فضل الصیام، حدیث 2220، 2221، 2222، 2223، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے اس کی تمام روایات کے بموجب صحیح سنن النسائی 2/122، اور سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، حدیث 1937، اور صحیح الترغیب والترہیب، 1/580 میں صحیح کہا ہے۔

عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ''۔

ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا صول کو لازم پکڑو کیونکہ اس کے برابر کوئی چیز نہیں۔

⑥ صوم باب الریان سے جنت میں داخلہ کا ذریعہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُونَ فَيَقُومُونَ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ''۔ ①

جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ''الریان'' ہے' قیامت کے دن اس سے صوم رکھنے والے داخل ہوں گے، کوئی اور اس سے داخل نہ ہوگا، کہا جائے گا: صوم رکھنے والے کہاں ہیں؟ تو وہی کھڑے ہوں گے، ان کے علاوہ کوئی دوسرا اس سے داخل نہ ہوگا، جب ان کا آخری شخص داخل ہوجائے گا تو اسے بند کردیا جائے گا، کوئی دوسرا اس سے داخل نہ ہوسکے گا۔

اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے:

''فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ، فِيهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانَ لَا يَدْخُلُهُ

① صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین، حدیث 1896، وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، حدیث 1152۔

اِلاَّ الصَّائِمُونَ''۔ ①

جنت میں آٹھ دروازے ہیں، ان میں سے ایک دروازہ ''الریان'' نامی ہے جس سے صرف صوم رکھنے والے ہی داخل ہوں گے۔

⑦ صوم رکھنے والوں کو بلاحساب اجر ملے گا۔

⑧ صوم رکھنے والے کے لئے دو خوشیاں ہیں: ایک دنیا میں دوسری آخرت میں۔

⑨ صائم کے منہ کی بو اللہ کے یہاں مشک سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''قَالَ اللّٰهُ تعالى: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ ادَمَ لَهُ إلاَّ الصِّيَامَ ، فَإِنَّهُ لِی، وَاَنَا اَجْزِی بِهِ . وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ ، وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ ، فَلاَ يَرْفُثْ وَلاَ يَصْخَبْ ، فَإِنْ سَابَّهُ اَحَدٌ ، اَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إنِّی امْرُؤٌ صَائِمٌ . وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إذَا اَفْطَرَ فَرِحَ ، وَإِذَا لَقِیَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ''۔ ②

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے صوم کے، کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، اور صوم ڈھال ہے۔ اگر تم میں سے کسی

---

① صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة أبواب الجنة، حدیث 3257۔

② صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب فضل الصوم، حدیث 1894، و باب ہل یقول: إنی صائم إذا شتم، حدیث 1904، وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب حفظ اللسان للصائم، حدیث 1151۔

کے صوم کا دن ہو تو وہ فحش اور شہوانی باتیں نہ کرے، نہ ہی جھگڑا تکرار کرے اور چیخے چلائے، اور اگر کوئی اس کے ساتھ گالی گلوچ کرے یا جھگڑے تو اسے چاہئے کہ کہہ دے: میں صائم ہوں۔ قسم ہے اللہ کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! صائم کے منہ کی بو اللہ کے یہاں مشک سے بھی پاکیزہ تر ہے، صائم کے لئے دو خوشیاں ہیں: جب افطار کرے گا تو خوش ہوگا اور جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے صوم سے خوش ہوگا۔

⑩ صوم قیامت کے دن صائم کی سفارش کرے گا۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُولُ الصِّيَامُ: أَيْ رَبِّ، مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ، فَشَفِّعْنِي فِيهِ، وَيَقُولُ الْقُرْآنُ: مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ، فَشَفِّعْنِي فِيهِ "، قَالَ: " فَيُشَفَّعَانِ''۔ [1]

صوم اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے، صوم کہے گا: اے رب میں نے اسے دن کے وقت کھانے اور خواہشات سے منع کر رکھا تھا، لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما، اور قرآن کہے گا: میں نے اسے رات میں سونے سے روک رکھا تھا، لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما، فرماتے ہیں کہ دونوں کی سفارش قبول کرلی جائے گی۔

---

① مسند احمد، 2/ 174، والحاکم، 1/ 554، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترغیب والترہیب میں ''حسن صحیح'' کہا ہے، 1/ 579۔

⑪ صائم کی دعا رد نہیں کی جاتی، بالخصوص افطار کے وقت۔

''ثَلاثَةٌ لا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ وَالإِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَيَفْتَحُ لَهَا اَبْوَابَ السَّمَاءِ وَيَقُولُ الرَّبُّ وَعِزَّتِي لأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ''۔ ①

تین لوگوں کی دعائیں رد نہیں ہوتیں: انصاف پرور حاکم کی، صائم کی یہاں تک کہ وہ افطار کرلے، اور مظلوم کی دعاء کو اللہ تعالیٰ بدلیوں کے اوپر اٹھاتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے اور رب عزوجل فرماتا ہے: میری عزت کی قسم! کچھ دیر بعد ہی میں تیری ضرور مدد کروں گا۔

اور ایک روایت میں ارشاد نبوی ہے:

''إِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ لَدَعْوَةً مَا تُرَدُّ''۔ ②

صائم کی اس کے افطار کے وقت ایک دعا ہوتی ہے جو رد نہیں کی جاتی۔

⑫ صوم افطار کرانے کا اجر صوم ہی کے مثل ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

① سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب فی الصائم لا ترد دعوتہ، حدیث 1752، وحدیث 1753 وجامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب سبق المفردون، حدیث 3598، وکتاب صفۃ الجنۃ، حدیث 2526، ومسند احمد، حدیث 9743، وحدیث 8043، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الجامع، حدیث 4554، میں حسن اور صحیح ابن ماجہ 1752 میں صحیح قرار دیا ہے۔

② ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب فی الصائم لا ترد دعوتہ، حدیث 1753، والحاکم، 1/ 422، اسے حافظ ابن حجر نے الفتوحات الربانیۃ، 4/ 342 میں حسن قرار دیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع حدیث 4554 میں، اور مشکاۃ المصابیح حدیث 1993 میں حسن قرار دیا ہے۔

''مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهِ غَيْرَ اَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا''۔ ①

جس نے کسی صائم کو افطار کرایا، اسے اسی جیسا اجر وثواب ملے گا، اور صائم کے ثواب میں کسی قسم کی کمی بھی نہ ہوگی۔

٦ ماہ رمضان کے چند فضائل وخصائص:

① ماہ رمضان میں قرآن کریم کا نزول ہوا، ارشاد باری ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ [البقرۃ:185]

ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق وباطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں۔

اور یہ رمضان کے آخری عشرہ کی شب قدر وشب برکت تھی جیسا کہ ارشاد باری ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ① [القدر:1]

یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا۔

نیز ارشاد ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ③ [الدخان:3]۔

یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات میں اتارا ہے بیشک ہم ڈرانے والے ہیں۔

---

① جامع الترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی فضل من فطر صائماً، حدیث 807، وسنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب فی ثواب من فطر صائماً، حدیث 1746، علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن الترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے 1 / 424۔

اور بعض روایتوں کے مطابق دیگر آسمانی کتابیں اور صحیفے بھی اسی میں اتارے گئے۔ ①

② رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

③ جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

④ شیاطین اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں۔

⑤ آسمان کے دروازے اسی طرح رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

⑥ منادی آواز لگاتا ہے: اے خیر کے چاہنے والے آگے بڑھ، اور اے شر کے چاہنے والے پیچھے ہٹ۔

⑦ رمضان کی ہر شب میں اللہ تعالیٰ بہتوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''إذا كان اوّلُ ليلة من رمضان: صُفِّدت الشياطين ومردة الجن ، وغُلّقت ابواب النار فلم يُفتح منها بابٌ، وفُتِّحت ابواب الجنة فلم يُغلق منها بابٌ، ويُنادي منادٍ: يا باغي الخير اقبل، ويا باغي الشر اقصر، ولله عتقاء من النار، وذلک كل ليلة''۔ ②

جب رمضان کی پہلی شب آتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں، اور

① دیکھئے: سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، از علامہ البانی، حدیث 1575۔

② صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب ہل یقال رمضان، أو شہر رمضان؟ ومن رأی کلّہ واسعاً، حدیث 1898، وحدیث 1899، ومسلم، کتاب الصیام، باب فضل رمضان، حدیث 1079۔

جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا، اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا، اور ایک منادی آواز لگاتا ہے: اے خیر کے چاہنے والے آگے بڑھ، اور اے شر کے چاہنے والے پیچھے ہٹ۔ اور اللہ بہتوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے، اور یہ ہر رات ہوتا ہے۔

اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں "وفتحت ابواب السماء" کے الفاظ ہیں یعنی آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں "وفتحت ابواب الرحمة" کے الفاظ ہیں یعنی رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

⑧ ماہ رمضان میں ایک شب ایسی ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس کے خیر سے محروم ہوگیا اس سے بڑا بدنصیب کوئی نہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"دَخَلَ رَمَضَانُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : إِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ ، وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ، مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ ، وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُومٌ"۔ [1]

رمضان شروع ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ مہینہ تم پر سایہ فگن ہو چکا ہے،

---

① سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب ما جاء فی فضل شہر رمضان، حدیث 1644، علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابن ماجہ 2/159 میں اسے حسن صحیح کہا ہے۔

اس میں ایک شب ایسی ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس کے خیر سے محروم ہوگیا وہ ساری بھلائیوں سے محروم ہوگیا، اور اس سے وہی محروم کیا جاتا ہے جس کا مقدر ہی محرومی ہو۔

⑨ ماہ رمضان میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

نبی رحمت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''إِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عُتَقَاءَ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ يَعْنِي: فِي رَمَضَانَ وَإِنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ دَعْوَةً مُسْتَجَابَةً۔[1]

اللہ تبارک وتعالیٰ رمضان کے شب و روز میں بہتوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے، اور رمضان کے شب و روز میں ہر مسلمان کی دعا قبول ہوتی ہے۔

⑩ ماہ رمضان میں خطاؤں کی معافی اور گناہوں کی بخشش ہوتی ہے۔

''الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ''۔[2]

پانچ صلوات، جمعہ تا جمعہ اور رمضان درمیان گناہوں کا کفارہ ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

---

① کشف الأستار، حدیث 962، اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مختصر زوائد مسند البزار علی الکتب الستۃ و مسند أحمد میں ذکر فرمایا ہے، حدیث 664، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترغیب والترہیب، 1 / 586 میں صحیح لغیرہ کہا ہے۔

② صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعۃ إلی الجمعۃ، ورمضان إلی رمضان...، حدیث 233۔

’’مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ‘‘۔ ①

جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور اجر وثواب کی نیت سے صوم رکھا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

⑪ ماہ رمضان پا کر اپنی بخشش نا کرا پانے والا محروم ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’ان النبي ﷺ رَقِيَ المنبر فقال: ’’آمين، آمين، آمين‘‘، فقيل: يا رسول الله ما كنت تصنع هذا؟ فقال: ’’قال لي جبريل ﷺ: رَغِمَ انفُ عبدٍ دخل عليه رمضان فلم يُغفر له، فقلت: آمين، ثم قال: رَغِمَ انفُ عبدٍ ذُكِرتَ عنده فلم يصلِّ عليك، فقلت: آمين، ثم قال: رَغِمَ انفُ عبدٍ ادرك والديه او احدهما فلم يدخل الجنة، فقلت: آمين‘‘۔ ②

نبی کریم ﷺ ممبر پر چڑھے اور فرمایا: آمین، آمین، آمین‘‘ تو آپ سے پوچھا گیا اے

---

① صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم رمضان احتسابا من الایمان، حدیث 38، ومسلم کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح، حدیث 860۔

② صحیح ابن خزیمۃ، 3/ 192، ومسند احمد، 2/ 254،246، وسنن البیہقی، 4/ 304، والادب المفرد، حدیث 646، علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الادب المفرد میں ’’حسن صحیح‘‘ کہا ہے، اس کی اصل صحیح مسلم میں ہے، حدیث 2551، نیز دیکھئے: جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب رغم أنف رجل ذکرت عندہ فلم یصل علی، حدیث 3545، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترمذی میں حسن صحیح کہا ہے، 3/ 457۔

اللہ کے رسول ﷺ! آپ ایسا تو نہیں کیا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا: ”مجھ سے جبریل علیہ السلام نے کہا” اس بندے کی ناک خاک آلود ہو جسے رمضان میسر آئے اور اس کی مغفرت نہ ہو سکے، تو میں نے کہا: آمین، پھر انہوں نے کہا: اس بندے کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے، تو میں نے کہا: آمین، پھر انہوں نے کہا: اس بندے کی ناک خاک آلود ہو جو اپنے والدین یا دونوں میں سے کسی ایک کو پائے اور ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکے، تو میں نے کہا: آمین۔

⑫ رمضان میں عمرہ کا ثواب حج یا نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ام سنان انصاریہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا:

”...عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً. أَوْ حَجَّةً مَعِي“۔ [1]

یقیناً رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے، یا میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔

⑬ ماہ رمضان میں ایمان اور اخلاص کے ساتھ قیام اللیل (تراویح) کی ادائیگی سے پچھلے گناہوں کی بخشش ہوتی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

”مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ

---

① صحیح البخاری، کتاب العمرۃ، باب عمرۃ فی رمضان، حدیث 1782، وکتاب جزاء الصید، باب حج النساء، حدیث 1863، ومسلم، کتاب الحج، باب فضل العمرۃ فی رمضان، حدیث 1256۔

ذَنْبِهِ''۔ [1]

جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور اجروثواب کی نیت سے قیام کیا (تراویح پڑھی) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(14) ماہ رمضان میں بلا عذر شرعی ایک صوم بھی ضائع کر دینا بہت بڑا گناہ ہے۔

ابو امامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''بينا انا نائم إذ اتاني رجلان فاخذا بضبعي فاتيا بي جبلاً وعراً فقالا: اصعد، فقلت: إني لا اطيقه، فقالا: إنا سنسهله لک، فصعدت حتى إذا كنت في سواء الجبل إذا باصوات شديدة، قلت: ما هذه الاصوات؟ قالوا: عُواءُ اهل النار، ثم انطلق بي فإذا انا بقوم معلقين بعراقيبهم، مشققة اشداقهم، تسيل اشداقهم دماً، قال: قلت: ما هولاء؟ قال: الذين يفطرون قبل تحلة صومهم''۔ [2]

---

(1) صحیح البخاری، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، حدیث 2009، ومسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان، وھو التراویح، حدیث 759۔

(2) مستدرک الحاکم، 1 / 430، و 2 / 209، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترغیب والترہیب میں صحیح قرار دیا ہے 1 / 588۔ امام طحاوی اور امام ابن حزم رحمہما اللہ نے نقل کیا ہے کہ خلیفہ رابع علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو ماہ رمضان میں شراب نوشی کے جرم میں اسی کوڑے لگوائے اور جیل میں ڈال دیا پھر دوسرے دن مزید بیس کوڑے لگوائے اور فرمایا تھا: ہم نے تمہیں بیس کوڑے مزید اس لئے لگوائے کیونکہ تم نے اللہ عزوجل پر جرأت کی اور رمضان کا صوم توڑ دیا۔ (دیکھئے: المحلی از ابن حزم 6 / 184، وشرح معانی الآثار از طحاوی 3/153 حدیث 4895،4896)۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس دو آدمی آئے اور ان دونوں نے میرا بازو پکڑا اور مجھے ایک پر پیچ پہاڑ کے پاس لائے اور کہا "چڑھو"! میں نے کہا: میں نہیں چڑھ سکتا، ان دونوں نے کہا: ہم اسے تمہارے لئے آسان کریں گے، چنانچہ میں چڑھا یہاں تک کہ جب اس کی چوٹی پر پہنچا تو کیا سنتا ہوں کہ بہت شدید آوازیں آ رہی ہیں، میں ان سے پوچھا: یہ آوازیں کیسی ہیں؟ تو انہوں نے بتلایا کہ یہ جہنمیوں کی آہ و بکا کی آوازیں ہیں، پھر مجھے اور آگے لے گئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ ہیں جو اپنی ٹانگوں کے بل لٹکائے گئے ہیں اور ان کے منہ کے کنارے کے حصے پھٹے ہوئے ہیں اور ان سے خون جاری ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے اپنے صوم توڑ دیا کرتے تھے۔

⑮ ماہ رمضان قرآن کریم کے مراجعہ کا مہینہ ہے:

چنانچہ جبریل امین علیہ السلام ہر سال رمضان میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لاتے تھے اور قرآن کریم کا مراجعہ کرواتے تھے، ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

"كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ، حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ، يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ الْقُرْآنَ، فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ"۔ ①

① صحیح البخاری کتاب الصوم، باب اجود ما کان النبی ﷺ یکون فی رمضان، حدیث 1902، وکتاب فضائل القرآن، باب کان جبریل یعرض القرآن علی النبی ﷺ، حدیث 4997، ومسلم کتاب الفضائل، باب جود و ﷺ، حدیث 2308۔

نبی کریم ﷺ سخاوت اور خیر کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ ﷺ کی سخاوت اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی تھی جب جبریل علیہ السلام آپ ﷺ سے رمضان میں ملتے تھے، جبریل علیہ السلام آپ ﷺ سے رمضان کی ہر رات میں ملتے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔ نبی کریم ﷺ جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے، جب جبریل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملنے لگتے تو آپ ﷺ چلتی ہوا سے بھی زیادہ بھلائی پہنچانے میں سخی ہو جایا کرتے تھے۔

۷ صوم کے چند منافع، مقاصد اور مصلحتیں

دیگر اسلامی عبادات کی طرح صوم میں بھی اللہ عز وجل کی بے شمار حکمتیں، مصلحتیں اور بندوں کے لئے منافع پوشیدہ ہیں، جن کی تکمیل کے لئے صوم کی مشروعیت و فرضیت ہوئی ہے۔

صوم کے چند مقاصد و مصالح حسب ذیل ہیں:

① تقویٰ کا حصول:

صوم کے مقاصد میں سے ایک عظیم مقصد صائم کے دل میں اللہ کا تقویٰ پیدا کرنا ہے، اللہ عز وجل نے اس مقصد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٨٣﴾ [البقرۃ:183]۔

اے ایمان والو! تم پر صوم فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

یعنی صوم کے ذریعہ تم گناہ و معاصی سے بچو، کیونکہ صوم کے سبب نفس انسانی میں گناہ و معاصی کے اسباب ومحرکات کمزور پڑ جاتے ہیں۔

اور صوم کی اسی حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ''۔[1]

صوم ڈھال ہے۔

نیز ارشاد فرمایا:

''قَالَ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ: الصِّيَامُ جُنَّةٌ يَسْتَجِنُّ بِهَا الْعَبْدُ مِنَ النَّارِ''۔[2]

ہمارا رب عزوجل فرماتا ہے: صوم ڈھال ہے جس سے بندہ جہنم سے اپنا بچاؤ کرتا ہے۔

اور ایک روایت میں ارشاد فرمایا:

''الصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ كَجُنَّةِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ''۔[3]

صوم جہنم سے ڈھال ہے جیسے جنگ میں تمہارا ڈھال ہوا کرتا ہے۔

---

① صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب فضل الصوم، حدیث 1894، و باب ہل یقول: إنی صائم إذا شتم، حدیث 1904، و مسلم، کتاب الصیام، باب حفظ اللسان للصائم، حدیث 1151، و باب فضل الصیام، حدیث 1151۔

② مسند احمد، 23/33، حدیث 14669، و 23/411، حدیث 15264، اور مسند احمد کے محققین نے کہا ہے "حدیث صحیح بطرقہ وشواہدہ" یہ حدیث اپنے طرق وشواہد کی بنیاد پر صحیح ہے۔

③ صحیح الجامع، از علامہ البانی حدیث 3879۔

② نفس کا تزکیہ:

صوم کا ایک مقصد نفس انسانی کو گناہ و معاصی سے پاک و صاف کر کے اسے عبودیت و بندگی اور شرافت و نجابت کے اعلیٰ مقام پر لے جانا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ''۔ [1]

اے جوانوں کی جماعت! تم میں سے جسے نکاح کی قدرت ہو وہ نکاح کرلے؛ کیونکہ وہ نگاہ کو پست کرنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے، اور جسے طاقت نہ ہو اس کے لئے صوم ضروری ہے، کیونکہ اس سے اس کی شہوت قابو میں رہے گی۔

نیز ارشاد ہے:

''مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ وَالْجَهْلَ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ''۔ [2]

جو جھوٹ بولنا، اس پر عمل کرنا اور جہالت نہ چھوڑے اللہ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

چنانچہ اسی مقصد کی وضاحت کے لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا:

''رُبَّ صَائِمٍ حَظُّهُ مِنْ صِيَامِهِ الْجُوعُ وَالْعَطَشُ، وَرُبَّ قَائِمٍ

---

① صحیح البخاری، حدیث 1905، وصحیح مسلم، حدیث 1400۔

② صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ فی الصوم، حدیث 1903۔

حَظُّهُ مِنْ قِیَامِهِ السَّهَرُ''۔ ①

کتنے صوم رکھنے والوں کو اپنے صوم سے صرف بھوک پیاس حاصل ہوتی ہے اور کتنے قیام اللیل کرنے والوں کو اپنے قیام سے صرف رت جگا ملتا ہے۔

③ فقراء ومساکین پر رحم اور شفقت:

صوم کی حالت میں بھوکا پیاسا رہنے سے فقراء ومساکین کی محتاجگی اور فاقہ کشی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں انفاق فی سبیل اللہ اور اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے التبصرۃ میں نقل فرمایا ہے کہ: مامون نے علی موسیٰ سے پوچھا: صوم کی کیا حکمت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ایک محتاج کی محتاجگی کا علم ہے کہ بھوکا پیاسا رہنے میں اس پر کیا بیتتی ہے، لہٰذا اللہ نے ایک مالدار کو بھی صوم کے ذریعہ اس کا احساس دلایا تاکہ وہ فقراء ومحتاجین کو بھلا نہ دے۔ ②

④ صوم نعمت الٰہی کی قدر کی معرفت اور اس پر اللہ کے شکریہ کا سبب ہے:

چنانچہ صوم کے تذکرہ کے سیاق میں اس کی طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴿۱۸۵﴾ [البقرۃ:185]۔

---

① صحیح الترغیب والترہیب، حدیث 1084 وصحیح الجامع، حدیث 3488۔

② التبصرۃ، از ابن الجوزی 66/2، نیز دیکھئے: لطائف المعارف، از ابن رجب، ص 291، والموسوعۃ الکویتیۃ، 28/9۔

تاکہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔ ①

⑤ صوم حفظان صحت کا ضامن ہے:

الحمدللہ صوم اپنے روحانی و ایمانی مقاصد و فوائد کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت و تندرستی اور مختلف امراض سے حفاظت کا سبب اور ان کا علاج بھی ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ کی اس عظیم حدیث پر غور کریں، ارشاد ہے:

''مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ''۔ ②

کوئی آدمی پیٹ سے زیادہ بُرا کوئی برتن نہیں بھرتا، ابن آدم کے لئے تو محض چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پشت سیدھی رکھیں، ہاں اگر کوئی چارۂ کار نہ ہو تو ایک تہائی اپنے کھانے کے لئے، ایک تہائی اپنے پینے کے لئے اور ایک تہائی اپنی سانس کے لئے رکھے۔

اور صوم سے اس کی بہترین تطبیق ہوتی ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ بھوکا رہنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

---

① الموسوعۃ الکویتیۃ، 28/9، ولطائف المعارف از ابن رجب، ص 291۔

② جامع الترمذی کتاب الزھد، باب ماجاء فی کراھیۃ کثرۃ الاکل 590/4، حدیث 2380، علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع میں صحیح قرار دیا ہے، حدیث 5674۔

''وهو من اكبر الادوية فى شفاء الامراض الامتلائية كلّها''۔ ①

بھوکا رہنا تمام امتلائی امراض سے شفایابی کے لئے ایک بڑا علاج ہے۔

اور یہی بات طبیب العرب حارث بن کلدہ نے کہی تھی، جسے بعض لوگ حدیث مرفوع سمجھتے ہیں حالانکہ وہ صحیح نہیں:

''الحِمیةُ راس الدواء، والمَعِدةُ بیتُ الداء''۔ ②

یعنی خالی پیٹ رکھنا سب سے بڑا علاج ہے اور معدہ بیماری کا گھر ہے۔

اور الحمدللہ اب جدید میڈیکل سائنس نے بھی صوم کی اس برکت کا بخوبی اعتراف کرلیا ہے۔

اور اس بارے میں کئی کتابیں بھی علماء نے لکھی ہیں۔

واضح رہے کہ صوم سے صحتیابی کی بابت نبی کریم ﷺ سے منسوب روایت ''صوموا تصحوا'' (صوم رکھو صحتیاب رہوگے) ضعیف ہے۔ ③

---

① زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، از ابن القیم 4/118۔

② دیکھئے: زاد المعاد فی ہدی خیر العباد 4/117 و 4/104۔

اس مناسبت سے علامہ البانی رحمہ اللہ السلسلۃ الضعیفہ میں فرماتے ہیں: ''میں نے 1379ھ کے اواخر میں بعض امراض سے شفایابی کی غرض سے اپنے آپ کو مسلسل چالیس دنوں تک بھوکا رکھا اور اس دوران میں نے کھانے کی کوئی چیز نہ چکھی سوائے پانی کے، اور الحمدللہ کئی بیماریوں سے شفایاب ہوگیا، حالانکہ اس سے قبل تقریباً دس برسوں سے کئی ڈاکٹروں کے پاس علاج کرانے کا کوئی خاطر خواہ فائدہ حاصل نہ ہوسکا تھا''۔ [دیکھئے: السلسلۃ الضعیفہ، از علامہ البانی 1/419]۔

③ دیکھئے: السلسلۃ الضعیفۃ 1/420، حدیث 253۔

دوسری فصل:

صوم کے ارکان، شرائط اور نواقض

[1] صوم کے ارکان:

صوم کے دو بنیادی ارکان ہیں:

۱۔نیت:

اور نیت دل کے ارادے کا نام ہے، اور یہاں نیت میں دو چیزیں داخل ہیں:

۱۔عبادت کا خالص اللہ کے لئے ہونا، جیسا کہ ارشاد باری ہے:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڏ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝ [البینۃ:5]۔

انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔ابراہیم حنیف کے دین پر، اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔

نیز نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى“۔[1]

---

[1] صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی إلی رسول اللہ ﷺ، حدیث 1، ومسلم، کتاب الامارۃ، باب قولہ ﷺ: ”إنما الأعمال بالنیۃ...“ حدیث 1907۔

بے شک اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو اپنی نیت کے مطابق ہی ملتا ہے۔

۲۔عبادت کو عادت سے علاحدہ اور ممتاز کرنا اسی طرح عبادات کو باہم ایک دوسرے سے ممتاز کرنا:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلاَ صِيَامَ لَهُ''۔ ①

جو فجر سے پہلے (فرض) صوم کی نیت نہ کرے اس کا صوم نہیں۔ ②

۲۔صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور دیگر ممنوعات صوم سے احتراز کرنا:

ارشاد باری ہے:

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ [البقرة:187]۔

تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے۔ پھر رات تک صوم پورا کرو۔

اور ارشاد نبوی ہے:

① سنن أبو داود، کتاب الصوم، باب النية في الصيام، حديث 2454، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن أبي داود میں صحیح قرار دیا ہے، 2/82۔

② دیکھیے: التلخيص المعين في شرح الأربعين، از ابن عثیمین، حدیث إنما الاعمال بالنيات، ص 3۔

''إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَا هُنَا ، وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَا هُنَا ، وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ ، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ''۔ ①

جب ادھر سے رات آجائے اور ادھر سے دن چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو صائم کو افطار کر لینا چاہیے۔

۲ صوم کے شروط:

اول: اسلام، کافر کا کوئی عمل قابل قبول نہیں۔

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ [التوبۃ: ۵۴]۔

کوئی سبب ان کے خرچ کی عدم قبولیت کا اس کے سوا نہیں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں۔

دوم: بلوغت، بلوغت سے قبل چھوٹے بچے پر صوم واجب نہیں ہے۔

ارشاد نبوی ہے:

''رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُونِ الْمَغْلُوبِ عَلَى عَقْلِهِ حَتَّى يُفِيقَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ''۔ ②

---

① صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب متی یحل فطر الصائم، حدیث 1954، ومسلم، کتاب الصیام، باب بیان وقت انقضاء الصوم وخروج النہار، حدیث 1100۔

② سنن أبو داود، کتاب الحدود، باب فی المجنون یسرق أو یصیب حدا، حدیث 4401، وحدیث 4402، وجامع الترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء فیمن لا یجب علیہ الحد، حدیث 1423، وابن ماجہ، کتاب الطلاق، باب طلاق المعتوہ والصغیر والنائم، حدیث 2041، وحدیث 2042، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے إرواء الغلیل میں صحیح قرار دیا ہے، 2/4، حدیث 297۔

تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے: مجنون، مغلوب العقل سے یہاں تک کہ افاقہ ہو جائے، سونے والے سے یہاں تک کہ بیدار ہو جائے اور بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے۔

البتہ مشق کروانے اور عادت ڈالنے کے لئے بچوں کو صوم رکھوانا چاہیے۔ ①

نوٹ: بلوغت کے اثبات کے لئے کتاب وسنت کے مطابق تین علامتوں میں کسی ایک علامت کا پایا جانا ضروری ہے:

۱۔خواب یا بیداری میں منی کا انزال: جیسا کہ ارشاد باری ہے:

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ [النور:59]۔

اور تمہارے بچے جب بلوغت کو پہنچ جائیں تو جس طرح ان کے اگلے لوگ اجازت مانگتے ہیں انہیں بھی اجازت مانگ کر آنا چاہیے۔

۲۔زیر ناف کے بال اگنا:

عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

''كُنْتُ مِنْ سَبْيِ بَنِي قُرَيْظَةَ فَكَانُوا يَنْظُرُونَ فَمَنْ اَنْبَتَ الشَّعْرَ قُتِلَ وَمَنْ لَمْ يُنْبِتْ لَمْ يُقْتَلْ فَكُنْتُ فِيمَنْ لَمْ يُنْبِتْ''۔

میں بنو قریظہ کے قیدیوں میں سے تھا، چنانچہ انہیں دیکھا جاتا تھا، جن کو زیر ناف کے

---

① صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم الصبیان، حدیث 1960، ومسلم، کتاب الصیام، باب من أکل فی عاشوراء، حدیث 1136۔

بال ہوتے انہیں قتل کر دیا جاتا، ورنہ چھوڑ دیا جاتا، میں ان لوگوں میں سے تھا جنہیں بال نہیں آئے تھے۔

اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے:

''عُرِضْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَكَانَ مَنْ أَنْبَتَ قُتِلَ وَمَنْ لَمْ يُنْبِتْ خُلِّيَ سَبِيلُهُ فَكُنْتُ مِمَّنْ لَمْ يُنْبِتْ فَخُلِّيَ سَبِيلِي''۔ ①

قریظہ کے دن ہمیں نبی کریم ﷺ کے سامنے لایا گیا، چنانچہ جس کے زیر ناف بال ہوتا اسے قتل کر دیا جاتا اور جس کے زیر ناف بال نہیں ہوتا اسے معاف کر دیا جاتا، میں ان لوگوں میں سے تھا جس کے زیر ناف بال نہ آئے تھے لہذا مجھے چھوڑ دیا گیا۔

۳۔ پندرہ سال کی عمر مکمل ہونا:

نافع رحمہ اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْهُ ، وَعَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَهُ''۔ ②

---

① سنن أبو داود، کتاب الحدود، باب في الغلام يصيب الحد، حديث 4404،4405، وجامع الترمذي، کتاب السير، باب ما جاء في النزول على الحكم، حديث 1584، والنسائي، کتاب الطلاق باب متى يقع طلاق الصبي، حديث 3430، وابن ماجہ، کتاب الحدود، باب من لا يجب عليه الحد، حديث 2541، ومسند أحمد، 4/ 5.341/ 372، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن النسائی میں صحیح قرار دیا ہے، 2/ 477۔

② سنن النسائي، کتاب الطلاق، باب متى يقع طلاق الصبي، حديث 3429، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن النسائی، 2/ 477 میں صحیح قرار دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد کے دن انہیں جنگ میں پیش کیا، ان کی عمر چودہ سال تھی، اس لئے انہیں جنگ کی اجازت نہ دی اور غزوۂ خندق کے دن انہیں پیش کیا تو ان کی عمر پندرہ سال تھی لہذا انہیں اجازت دیدی۔

بلوغت کی یہ علامتیں لڑکا لڑکی دونوں میں مشترک ہیں، البتہ لڑکی کی بلوغت کے لئے ایک علامت مزید ہے، وہ ہے ''حیض'' کا خون، اس خون کی آمد لڑکی کے بالغہ ہو جانے کی دلیل ہے۔ ①

سوم: عقل، چنانچہ مجنون و پاگل شخص پر صوم نہیں۔

''رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُونِ الْمَغْلُوبِ عَلَى عَقْلِهِ حَتَّى يُفِيقَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ''۔ ②

تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے: مجنون، مغلوب العقل سے یہاں تک کہ افاقہ ہو جائے، سونے والے سے یہاں تک کہ بیدار ہو جائے اور بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے۔

چہارم و پنجم: صوم کی قدرت واستطاعت اور حالت اقامت:

---

① دیکھئے: مجالس شہر رمضان، از ابن عثیمین ص 74 و مجموع فتاوی ابن باز، 15/ 173، 180۔

② سنن ابوداود، کتاب الحدود، باب فی المجنون یسرق أو یصیب حداً، حدیث 4401، وحدیث 4402، وجامع الترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء فیمن لایجب علیہ الحد، حدیث 1423، وسنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، باب طلاق المعتوہ والصغیر والنائم، حدیث 2041، وحدیث 2042، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے إرواء الغلیل میں صحیح قرار دیا ہے، 2/ 4، حدیث 297۔

چنانچہ عاجز و درماندہ شخص اور اسی طرح مسافر پر صوم اداء واجب نہیں ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے:

وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ [البقرة:185]۔

ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہئے، اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں۔

ششم: مانع سے خالی ہونا: جیسے خواتین کا حیض یا نفاس کے ایام میں ہونا، ایسی حالت میں خواتین پر صوم اداء واجب نہیں ہے، بلکہ جائز و مقبول بھی نہیں ہے، ان پر رمضان کے بعد اس کی قضا ضروری ہے، ارشاد نبوی ہے:

"اَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ ، فَذَلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِينِهَا"۔ ①

کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو صلاۃ پڑھتی ہے نہ صوم رکھتی ہے؟ یہ اس کے دین کا نقص ہے۔

۳ صوم کے نواقض:

صوم کے نواقض (یعنی توڑ دینے اور باطل کر دینے والے امور) حسب ذیل ہیں:

① جماع: یعنی شرمگاہ میں مباشرت، خواہ انزال ہو یا نہ ہو:

---

① صحیح البخاری، حدیث 304۔

یہ صوم کو توڑ دینے والا سب سے بڑا عمل ہے اور اس کا گناہ بہت بڑا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْـَٔانَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٨٧﴾ [البقرۃ: 187]۔

صوم کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ملنا تمہارے لئے حلال کیا گیا، وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو، تمہاری پوشیدہ خیانتوں کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے، اس نے تمہاری توبہ قبول فرما کر تم سے درگزر فرمالیا، اب تمہیں ان سے مباشرت کی اور اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی چیز کو تلاش کرنے کی اجازت ہے، تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے۔ پھر رات تک صوم کو پورا کرو، اور عورتوں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جب تم مسجدوں میں حالت اعتکاف میں ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حدود ہیں، تم ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان فرماتا ہے تاکہ وہ بچیں۔

آیت کریمہ میں ”الرفث“ سے مراد جماع ہے جیسا کہ ابن عباس، عطاء، مجاہد، سعید بن جبیر،

طاوس، سالم بن عبداللہ، عمرو بن دینار، حسن، قتادۃ، زہری، ضحاک، ابراہیم نخعی اور سدی وغیرہ رضی اللہ عنہم ورحمہم نے کہا ہے۔ ①

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''فاذن فی المباشرة فعقل من ذلک: ان المراد: الصیام من المباشرة، والاكل والشرب''۔ ②

مباشرت کی اجازت دی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مباشرت اور کھانے پینے سے اجتناب کا نام صوم ہے۔

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی وہ بیان کرتے ہیں:

''بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكْتُ . قَالَ : مَا لَكَ ؟ قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي وَأَنَا صَائِمٌ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا؟ قَالَ: لاَ . قَالَ: فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟ قَالَ: لاَ ، فَقَالَ: فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟ قَالَ: لاَ، قَالَ: فَمَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ ، فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ أُتِيَ النَّبِيُّ - ﷺ - بِعَرَقٍ فِيهَا تَمْرٌ، - وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ- قَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ؟ فَقَالَ: أَنَا . قَالَ :خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهِ. فَقَالَ الرَّجُلُ: أَعَلَى أَفْقَرَ

① دیکھئے: تفسیر ابن کثیر 1/510۔

② مجموع فتاوی ابن تیمیہ 25/220۔

مِنِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَوَ اللّٰهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا - يُرِيدُ الْحَرَّتَيْنِ - اَهْلُ بَيْتٍ اَفْقَرُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِي ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ - ﷺ حَتّٰى بَدَتْ اَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ: اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ"۔ ①

ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا اور کہا: یا رسول اللہ! میں تو تباہ ہوگیا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا بات ہوگئی؟ اس نے کہا: میں نے صوم کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کرلیا ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی غلام ہے جسے تم آزاد کرسکو؟ اس نے کہا نہیں، پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا مسلسل دو مہینے کا صوم رکھ سکتے ہو؟ اس نے عرض کیا: نہیں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تمہیں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی طاقت ہے؟ اس نے اس کا جواب بھی انکار میں دیا، راوی کہتے ہیں کہ پھر نبی کریم ﷺ تھوڑی دیر ٹھہرے رہے، چنانچہ ہم اپنی اسی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک بڑا تھیلا پیش کیا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ عرق تھیلے کو کہتے ہیں (جسے کھجور کی چھال سے بنایا جاتا ہے) آپ ﷺ نے پوچھا: سائل کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں حاضر ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے لے لو اور صدقہ کردو، اس شخص نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کردوں، اللہ کی قسم! ان دونوں پتھریلے میدانوں کے درمیان کوئی بھی گھرانہ میرے گھر سے زیادہ محتاج نہیں ہے! اس پر نبی

---

① صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب اذا جامع فی رمضان ولم یکن لہ شیء...، حدیث 1936، وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب تغلیظ تحریم الجماع فی نہار رمضان علی الصائم، حدیث 1111۔

کریم ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اچھا جاؤ اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دو۔

اور سنن ابو داود کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''كُلْهُ اَنْتَ وَاَهْلُ بَيْتِكَ وَصُمْ يَوْمًا وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ''۔ ①

جاؤ تم اور تمہارے گھر والے کھالو، اور اس دن کی قضا کرو اور اللہ سے استغفار کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ شرمگاہ میں مباشرت سے صوم فاسد ہو جائے گا، اس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا، اس صوم کی قضاء کرنی ہوگی اور اللہ سے استغفار کرنا ہوگا۔

② اپنی چاہت و اختیار سے کسی بھی طرح منی خارج کرنا:

کیونکہ یہ صوم کے منافی ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلاَّ الصَّوْمَ فَاِنَّهُ لِى وَاَنَا اَجْزِى بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ اَجْلِى''۔

ابن آدم کے ہر عمل کا ثواب بڑھا کر دس گنا سے سات سو گنا تک دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سوائے صوم کے، کہ وہ میرے لئے ہے، میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، وہ میری خاطر اپنی شہوت اور اپنا کھانا چھوڑ دیتا ہے۔

اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے:

---

① سنن أبو داود، کتاب الصوم، باب کفارۃ من أتی أھلہ فی رمضان، حدیث 2393 اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن أبی داود میں صحیح قرار دیا ہے، 2/67۔

’’يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ اَجْلِى ، اَلصِّيَامُ لِى ، وَاَنَا اَجْزِى بِهِ ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا‘‘ ـ ①

وہ اپنا کھانا، پینا اور اپنی شہوت محض میرے واسطے ترک کر دیتا ہے، صوم میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، اور نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔

البتہ منی کے انزال کے بغیر محض بوسہ دینے یا چھونے سے صوم فاسد نہیں ہوتا، جیسا کہ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

’’كَانَ النَّبِىُّ ﷺ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ ، وَهُوَ صَائِمٌ ، وَكَانَ اَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ‘‘ ـ

نبی کریم ﷺ صوم کی حالت میں بوسہ دیتے تھے اور بغلگیر ہوتے تھے، لیکن انہیں اپنی شہوت تم میں سب سے زیادہ کنٹرول تھا۔

اور بخاری کی ایک دوسری میں ہے:

’’اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُقَبِّلُ بَعْضَ اَزْوَاجِهِ وَهُوَ صَائِمٌ . ثُمَّ ضَحِكَتْ‘‘ ـ ②

بے شک رسول اللہ ﷺ حالت صوم میں اپنی کسی بیوی کو بوسہ دیا کرتے تھے، پھر ہنس پڑیں۔

---

① صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب فضل الصوم، حدیث 1894، وحدیث 1904، 5927، 7492، 7538، وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، حدیث 1151۔

② صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب المباشرۃ للصائم، حدیث 1927، وباب القبلۃ للصائم، حدیث 1928، ومسلم، کتاب الصیام، باب بیان أن القبلۃ فی الصوم لیست محرمۃ علی من لم تحرک شہوتہ، حدیث 1106۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حالت صوم میں بوسہ دینے کی مثال کلی کرنے جیسی ہے،اور حالت صوم میں کلی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ①

لیکن جسے اپنے آپ پر قابو نہ ہو مثلاً جماع میں جا واقع ہونے کا اندیشہ ہو تو اسے بوس وکنار سے احتراز کرنا چاہیے۔ ②

③ کھانا یا پینا، کیونکہ یہ دونوں چیزیں صوم کے منافی ہیں:

جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ [البقرۃ:187]۔

اور تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے۔ پھر رات تک صوم کو پورا کرو۔

اور صحیح بخاری کی حدیث قدسی میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

''يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ اَجْلِي ، الصِّيَامُ لِي ، وَاَنَا اَجْزِي بِهِ ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا''۔ ③

وہ اپنا کھانا، پینا اور اپنی شہوت محض میرے واسطے ترک کر دیتا ہے،صوم میرے لئے

---

① دیکھئے: سنن أبو داود، کتاب الصوم، باب القبلۃ للصائم، حدیث 2385، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن أبی داود میں صحیح قرار دیا ہے، 2/65۔

② دیکھئے: سنن أبو داود، کتاب الصوم، کراہیتہ للشاب، حدیث، 2387، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن أبی داود میں ''حسن صحیح'' کہا ہے، 2/65۔

③ صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب فضل الصوم، حدیث 1894۔

ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، اور نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔

نوٹ: ناک کے راستے سے پیٹ میں دوا داخل کرنا یا چڑھانا بھی کھانے پینے کے حکم میں ہے، اس سے صوم ٹوٹ جائے گا، کیونکہ حدیث رسول کی روشنی میں ناک بھی پیٹ یا آنت تک کوئی چیز پہنچانے کا ایک راستہ ہے، چنانچہ لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بیان کرتے ہیں:

''قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِى عَنِ الْوُضُوءِ. قَالَ: اَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الأَصَابِعِ وَبَالِغْ فِى الاِسْتِنْشَاقِ إِلاَّ اَنْ تَكُونَ صَائِمًا''۔ ①

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے وضو کے بارے میں بتلایئے؟ آپ نے فرمایا: اچھی طرح مکمل وضو کرو، انگلیوں کے درمیان خلال کرو، اور ناک میں خوب اچھی طرح پانی ڈالو، ہاں مگر یہ کہ تم صوم کی حالت میں ہو!

معلوم ہوا کہ چونکہ ناک کے راستے سے پانی کے پیٹ میں اترنے کا اندیشہ ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے صوم کی حالت میں اس میں مبالغہ کرنے سے منع فرمایا۔ ②

④ جو چیزیں کھانے یا پینے کے حکم میں ہیں:

اس ضمن میں علماء نے دو چیزیں ذکر کی ہیں:

---

① مسند أحمد، 4/ 32، 211، وأبو داود، کتاب الصوم، باب الصائم یصب علیه الماء من العطش ویبالغ فی الاستنشاق، حدیث 2366، اور علامہ البانی نے اسے صحیح سنن أبي داود، 2/ 91، اور ارواء الغلیل، حدیث 90 میں صحیح قرار دیا ہے۔

② دیکھئے: مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ 25/ 220، ومجموع فتاوی ابن باز، 15/ 261، ومجالس شہر رمضان، از ابن عثیمین ص 160۔

۱۔ صوم کی حالت میں خون چڑھانا: اس سے صوم ٹوٹ جائے گا، کیونکہ یہ کھانے پینے کے معنی اور حکم میں ہے، بلکہ کھانے پینے کی غایت اور اس کا مقصود ہے، خون ہی پر اللہ نے انسان کے جسم کا دارومدار رکھا ہے، جیسے کھانے پینے سے انسانی جسم کو قوت ملتی ہے اسی طرح اس سے بنے ہوئے خون سے اسے قوت ملتی ہے، کیونکہ خون کھانے پینے سے ہی پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ غذا آور انجکشن لگوانا، جو انسان کو کھانے پینے وغیرہ سے بے نیاز کردے:

اگر انسان اس قسم کے غذا آور انجکشن استعمال کرے یا اسے لگایا جائے تو اس کا صوم فاسد ہو جائے گا، کیونکہ یہ چیز گرچہ غذا یعنی کھانا پینا نہیں ہے لیکن غذا کے حکم میں ضرور ہے، لہٰذا دونوں کا حکم یکساں ہے۔

اس کے برخلاف اگر انجکشن غذا آور نہ ہو بلکہ محض کسی مرض یا تکلیف سے علاج کے لئے ہو تو اس سے صوم فاسد نہیں ہوگا، خواہ رگوں میں لگایا جائے یا گوشت اور پٹھوں میں، اور خواہ انسان اس کی حرارت حلق میں محسوس بھی کرے، کیونکہ یہ چیز کھانا پینا ہے نہ ہی اس کے حکم میں، لہٰذا اس کا حکم بھی مختلف ہوگا۔ ①

⑤ حجامت (پچھنا یا سینگی) لگانا یا لگوانا:

دلائل کی روشنی میں علماء کے راجح قول کے مطابق پچھنا یا سینگی لگانے یا لگوا کر خون نکالنے سے صوم ٹوٹ جاتا ہے، جیسا کہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں:

"اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اَتَى عَلَى رَجُلٍ بِالْبَقِيعِ وَهُوَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ

① دیکھئے: مجموع فتاوی ابن باز 5 / 257-258، ومجالس شہر رمضان، ص 161-162، ومجموع فتاوی شیخ محمد بن صالح العثیمین 19 / 219، نیز دیکھئے: مفطرات الصیام المعاصرۃ، از ڈاکٹر احمد بن محمد الخلیل ص 56، 57۔

اخِذٌ بِيَدِی لِثَمَانَ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ: اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ"۔ ①

کہ رسول اللہ ﷺ بقیع میں ایک شخص کے پاس آئے وہ سینگی لگوا رہا تھا، یہ اٹھارہ رمضان کی بات ہے، آپ ﷺ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: ''سینگی لگانے اور لگوانے والے دونوں کا صوم ٹوٹ گیا''۔

اسی طرح ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ''۔ ②

سینگی لگانے اور لگوانے والے دونوں کا صوم ٹوٹ گیا۔

⑥ عمداً و قصداً قے کرنا:

جان بوجھ کر قصداً قے کرنے سے صوم فاسد ہو جاتا ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ، وَمَنِ اسْتَقَاءَ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ''۔

---

① سنن أبو داود، کتاب الصوم، باب فی الصائم یحتجم، حدیث 2369، وسنن ابن ماجہ، کتاب الصوم، باب ما جاء فی الحجامۃ للصائم، حدیث 1681، ومسند أحمد، 5/283، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن أبی داود میں صحیح قرار دیا ہے، 2/68۔

② سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب ما جاء فی الحجامۃ للصائم، حدیث 1679، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن ابن ماجہ، 2/68، اور إرواء الغلیل، 4/65 میں صحیح قرار دیا ہے۔

نیز دیکھئے: فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ، 25/250-256، وزاد المعاد فی ہدی خیر العباد، 2/60، وحاشیہ ابن القیم بر سنن أبی داود 6/361، ومجموع فتاوی ابن باز، 15/271، ومجموع فتاوی ابن عثیمین، 19/239-251، والشرح الممتع از ابن عثیمین، 6/391-396، وفتاوی اللجنۃ الدائمۃ، 10/261-265۔

جسے غیر اختیاری طور پر قے ہو جائے اس پر قضا نہیں، اور جو قصداً قے کرے اس پر قضا ضروری ہے۔

سنن ابو داود کی روایت میں الفاظ اس طرح ہیں:

”مَنْ ذَرَعَهُ قَيْءٌ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَإِنِ اسْتَقَاءَ فَلْيَقْضِ“۔ ①

جسے صوم کی حالت میں غیر اختیاری طور پر قے ہو جائے اس پر قضا نہیں ہے اور اگر عمداً قے کرے تو اسے قضا کرنا چاہیے۔

⑦ افطار (صوم توڑنے) کی نیت:

چونکہ نیت ہی پر سارے اعمال کا دار و مدار ہے لہٰذا افطار کی نیت کرنے سے صوم فاسد ہو جائے گا، کیونکہ ایسی صورت میں انسان عبادت سے خارج ہو جائے گا، اس لئے کہ نیت عبادت اور عادت کے مابین مابہ الامتیاز شے ہے، اور نیت صوم کے دو ارکان میں سے ایک رکن ہے جیسا کہ بات گزر چکی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى“۔ ②

---

① سنن ابن ماجہ، کتاب الصوم، باب ما جاء فی الصائم یقیء، حدیث 1676، وأبو داود، کتاب الصوم، باب الصائم یستقیء عامداً، حدیث 2380، والترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فیمن استقاء عمداً، حدیث 720، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن أبی داود (2058)، اور صحیح سنن ابن ماجہ (1359)، اور إرواء الغلیل، حدیث 923 میں صحیح قرار دیا ہے۔

② صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی إلی رسول اللہ ﷺ، حدیث 1، وصحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب قولہ ﷺ: ”إنما الأعمال بالنیۃ...“ حدیث 1907۔

بے شک اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو اپنی نیت کے مطابق ہی ملتا ہے۔

⑧ اسلام سے مرتد ہو جانا:

اگر کوئی شخص دوران صوم قول یا فعل یا عقیدہ یا شک کسی بھی طرح سے دین اسلام سے مرتد ہو جائے یا اپنے ایمان و عقیدہ کو ضائع کرنے والے کسی قول و عمل یا کسی حرکت کا مرتکب ہو جائے تو اس سے اس کا صوم بلکہ تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے، کیونکہ قبولیت عمل کے لئے ایمان شرط اولیں ہے۔

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ [التوبۃ:54]۔

کوئی سبب ان کے خرچ کی عدم قبولیت کا اس کے سوا نہیں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں۔

اسی طرح اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ [الزمر:65]۔

یقیناً آپ کی طرف بھی اور آپ سے پہلے کے تمام نبیوں کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر آپ نے شرک کیا تو بلا شبہ آپ کا عمل ضائع ہو جائے گا اور یقیناً آپ زیاں کاروں میں سے ہو جائیں گے۔

علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لَا نَعْلَمُ بَيْنَ اَهْلِ الْعِلْمِ خِلَافًا فِي اَنَّ مَنْ ارْتَدَّ عَنْ الْاِسْلَامِ فِي اَثْنَاءِ الصَّوْمِ، اَنَّهُ يَفْسُدُ صَوْمُهُ، وَعَلَيْهِ قَضَاءُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ، إِذَا عَادَ إِلَى الْاِسْلَامِ . . . لِاَنَّ الصَّوْمَ عِبَادَةٌ مِنْ شَرْطِهَا النِّيَّةُ، فَاَبْطَلَتْهَا الرِّدَّةُ"۔ ①

اہل علم کے درمیان ہم اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں جانتے کہ جو شخص دوران صوم مرتد ہو جائے اس کا صوم فاسد ہو جائے گا اور اگر وہ دوبارہ اسلام کی طرف پلٹ آئے تو اس پر اس کی قضا ضروری ہوگی۔۔۔ کیونکہ صوم عبادت ہے جس کے لئے نیت شرط ہے، اور ارتداد کے سبب وہ نیت ضائع ہو چکی ہے۔

⑨ حیض یا نفاس کا خون آنا (برائے خواتین):

عورت کو اگر حیض یا نفاس کا خون جاری ہو جائے تو اس کا صوم فاسد ہو جائے گا، خواہ دن کے کسی بھی حصہ میں ہو، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"اَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟"۔ ②

کیا ایسا نہیں ہے کہ عورت جب حائضہ ہوتی ہے تو نہ صلاۃ پڑھتی ہے نہ صوم رکھتی ہے؟

البتہ حیض ونفاس والی خواتین صوم کی قضا کریں گی صلاۃ کی قضا نہیں، جیسا کہ مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"كُنَّا نَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ، فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ

① المغنی از ابن قدامہ 4/ 369-370۔

② صحیح البخاری، حدیث 304، وصحیح مسلم، حدیث 132۔

وَلاَ نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلاَةِ“۔ ①

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم حائضہ ہوا کرتی تھیں تو ہمیں صوم کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا، صلاۃ کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

نیز صحیح مسلم میں معاذۃ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے بیان کرتی ہیں کہ میں نے اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ”مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلاَ تَقْضِي الصَّلاَةَ ؟“ کیا معاملہ ہے کہ حائضہ صوم کی قضا کرتی ہے لیکن صلاۃ کی قضا نہیں کرتی؟ تو انہوں نے فرمایا: ”أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ ؟“ کیا تم حروریہ ہو؟ میں نے کہا: ”لَسْتُ بِحَرُورِيَّةٍ وَلَكِنِّي أَسْأَلُ“ حروریہ نہیں ہوں! بس مسئلہ دریافت کر رہی ہوں! تو انہوں نے کہا: ”كَانَ يُصِيبُنَا ذَلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلاَ نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلاَةِ“ ہم حائضہ ہوا کرتی تھیں تو ہمیں صوم کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا، صلاۃ کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ ②

④ نواقض صوم کی شرطیں:

مذکورہ نواقض صوم میں سے آخری ناقض (حیض ونفاس کا خون آنا) کے علاوہ دیگر نواقض کے لئے حسب ذیل تین شرائط کا بیک وقت پایا جانا ضروری ہے، بصورت دیگر وہ چیز ناقض صوم نہ ہوگی:

ا۔ صائم کو مسئلہ کا حکم معلوم ہو، اور وہ جانتے ہوئے عمداً وقصداً اس ناقض کا ارتکاب

---

① صحیح البخاری، حدیث 321، و مسلم، حدیث 335۔

② صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب لا تقضی الحائض الصلاۃ، حدیث 321، و مسلم، کتاب الحیض، باب وجوب قضاء الصوم علی الحائض دون الصلاۃ، حدیث 335۔

کرے، اگر مسئلہ کا حکم معلوم نہ ہو وہ غلطی سے اس کا مرتکب ہو جائے تو صوم فاسد نہ ہوگا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ [الاحزاب:5]۔

تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں، البتہ گناہ وہ ہے جس کا ارادہ تم دل سے کرو، اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

۲۔ صائم کو یاد ہو، اگر بھول کر اس کا مرتکب ہو جائے تو اس کا صوم صحیح ہوگا، اس پر اس کی قضا نہ ہوگی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''اِذَا نَسِىَ فَاَكَلَ وَشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ ، فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ''۔ ①

صائم اگر بھول کر کھالے یا پی لے، تو اسے چاہئے کہ اپنا صوم مکمل کر لے، کیونکہ درحقیقت اللہ نے اسے کھلایا پلایا ہے۔

یعنی اس پر اس کی گرفت نہ ہوگی۔

ایسے ہی امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں امام حسن اور مجاہد رحمہما اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

---

① صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الصائم إذا أکل أو شرب ناسیاً، حدیث 1933، ومسلم کتاب الصیام، باب أکل الناسی، وشربہ، وجماعہ لا یفطر، حدیث 1155۔

’’اِنْ جَامَعَ نَاسِيًا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ‘‘۔ ①

صائم اگر بھول کر جماع بھی کرلے تو اس پر کچھ بھی نہیں۔

۳۔ صائم بااختیار ہو، اور اپنے ارادے سے وہ کام کرے، اگر مجبور و مقہور ہو تو اس کا صوم درست ہوگا، اس پر اس کی قضا واجب ہوگی نہ کفارہ۔ چنانچہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٦﴾ [النحل:106]۔

جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ کا کفر کرے، بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو، مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

ایسے ہی نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

’’اِنَّ اللّٰهَ قَدْ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِي الْخَطَاَ ، وَالنِّسْيَانَ ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ‘‘۔ ②

اللہ عزوجل نے میری امت کی غلطی، بھول چوک اور جس پر انہیں مجبور کردیا گیا ہو معاف فرمادیا ہے۔

---

① صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الصیام إذا أکل أو شرب، قبل حدیث 1933۔

② سنن ابن ماجہ، حدیث 2043، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ابن ماجہ میں صحیح قرار دیا ہے، 2/178 حدیث 1662۔ نیز دیکھئے: مجالس شہر رمضان، از ابن عثیمین ص 172-173۔

تیسری فصل:

صوم کے آداب، محرمات ومباحات

أ صوم کے چند آداب:

① سحری کرنا سنت اور باعث برکت ہے، اہل اسلام اور اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کے صوم میں سحری کا فرق ہے؛ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِی السَّحُورِ بَرَکَةً''۔ ①

سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

نیز ارشاد ہے:

''فَصْلُ مَا بَیْنَ صِیَامِنَا وَصِیَامِ أَهْلِ الْکِتَابِ أَکْلَةُ السَّحَرِ''۔ ②

ہمارے اور اہل کتاب کے صوم میں سحری کھانے کا فرق ہے۔

یعنی وہ سحری نہیں کھاتے اور ہم کھاتے ہیں۔

لہذا سحری کا اہتمام کیا جانا چاہیے، خواہ چند کھجوریں ہی کیوں نہ کھائے، جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

''نِعْمَ سَحُورُ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ''۔ ③

---

① صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب برکۃ السحور من غیر ایجاب، حدیث 1923، ومسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور وتاکید استحبابہ، حدیث 1095۔

② صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور، وتاکید استحبابہ واستحباب تاخیرہ، حدیث 1096۔

③ سنن أبو داود، کتاب الصوم، باب من سمی السحور الغداء، حدیث 2345، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن أبی داود میں صحیح قرار دیا ہے، 2/55۔

مومن کی بہترین سحری کھجور ہے۔

② سحری میں تاخیر افضل ہے۔

چنانچہ قتادہ سے مروی ہے وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سحری کھائی، اور سحری سے فارغ ہو کر نبی کریم ﷺ صلاۃ کے لئے کھڑے ہوئے اور دونوں نے صلاۃ پڑھی۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: دونوں کے سحری کھانے اور صلاۃ شروع کرنے کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: جتنی دیر میں آدمی پچاس آیتیں پڑھ لے"۔ ①

اس سے معلوم ہوا کہ احتیاط وغیرہ کے نام پر کافی پہلے سحری بند کر دینے کی ضرورت نہیں، کیونکہ سنت رسول ﷺ ہی احتیاط ہے۔

③ غروب آفتاب کے بعد افطار میں جلدی کرنا مسنون ہے:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ"۔ ②

لوگ بھلائی میں رہیں گے جب افطار میں جلدی کریں گے۔

نیز ارشاد ہے:

"لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِأَنَّ الْيَهُودَ

---

① صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب وقت الفجر، حدیث 575، وحدیث 576، ومسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور، وتاکید استحبابہ، واستحباب تاخیرہ وتعجیل الفطر، حدیث 1097۔

② صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب تعجیل الافطار، حدیث 1957، ومسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور وتاکید استحبابہ، واستحباب تاخیرہ، وتعجیل الفطر، حدیث 1098۔

وَالنَّصَارَی یُوَخِّرُوْنَ''۔ ①

جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے دین غالب رہے گا؛ کیونکہ یہود و نصاری افطار میں تاخیر کرتے ہیں۔

④ بالترتیب تازہ کھجور یا خشک کھجور یا پانی سے افطار مسنون ہے، ارشاد نبوی ہے:

''كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُفْطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ قَبْلَ اَنْ يُصَلِّىَ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَعَلَى تَمَرَاتٍ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ''۔ ②

نبی کریم ﷺ صلاۃ مغرب سے قبل چند تازہ کھجوروں سے افطار کیا کرتے تھے، اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے افطار کر لیتے تھے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتی تھیں تو چند گھونٹ پانی پی لیا کرتے تھے۔

صوم افطار کرنے کے بعد یہ دعا پڑھنی مسنون ہے:

''ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الأَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ''۔ ③

پیاس بجھ گئی، رگیں تر ہوگئیں، اور اجر بھی ان شاء اللہ ثابت ہوگیا۔

⑤ صوم افطار کروا کر اجر حاصل کرنا چاہیے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

① سنن أبو داود، کتاب الصوم، باب ما يستحب من تعجيل الفطر، حديث 2353، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن أبي داود میں حسن قرار دیا ہے، 2/ 58۔

② سنن أبو داود، کتاب الصوم، باب ما يفطر عليه، حديث 2356، والترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء ما يستحب عليه الافطار، حديث 696، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن أبي داود 2/ 59، اور صحیح الترمذی 1/ 375 میں صحیح قرار دیا ہے۔

③ حسن، صحیح الجامع، حدیث: 4678۔

''مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا کَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهِ غَیْرَ اَنَّهُ لاَ یَنْقُصُ مِنْ اَجْرِ الصَّائِمِ شَیْئًا''۔ [1]

جس نے کسی صائم کو افطار کرایا، اسے اسی جیسا اجر وثواب ملے گا، اور صائم کے ثواب میں کسی قسم کی کمی بھی نہ ہوگی۔

⑥ مسواک کرنا ہر وقت اور ہر ایک کے لئے مستحب ہے، خواہ صائم ہو یا غیر صائم، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد عام ہے:

''السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ''۔ [2]

مسواک منہ کی پاکی اور رب کی رضا کا باعث ہے۔

۲ صوم کے محرمات (ممنوع امور):

① نواقض صوم، جن کا ذکر پچھلے صفحات میں ہو چکا ہے، الا یہ کہ کسی عذر شرعی کے سبب صوم توڑنا جائز ہو جائے۔

② دیگر ممنوعات و محرمات جن سے حالت صوم کے علاوہ عام حالات میں اجتناب کرنا ضروری ہے۔ جیسے:

۱۔ جھوٹ اور جھوٹی شہادت:

---

[1] جامع الترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی فضل من فطر صائماً، حدیث 807، وابن ماجہ، کتاب الصیام، باب فی ثواب من فطر صائماً، حدیث 1746، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن الترمذی میں صحیح قرار دیا ہے، 1 / 424۔

[2] سنن النسائی فی کتاب الطہارۃ، باب الترغیب فی السواک، حدیث 5، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے إرواء الغلیل، حدیث 66، اور صحیح النسائی 1 / 4 میں صحیح قرار دیا ہے۔

جھوٹ یا جھوٹی شہادت کبیرہ گناہوں میں سے ہے، صائم کو چاہئے کہ صوم کی حالت میں جھوٹ اور جھوٹی گواہی وغیرہ سے اجتناب کرے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي اَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ''۔ ①

جو جھوٹ بولنا، اس پر عمل کرنا اور جہالت نہ چھوڑے اللہ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

۲۔ غیبت:

غیبت بھی گناہ کبیرہ ہے اور کتاب وسنت میں حرام ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ [الحجرات:12]

اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ؟ قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ. قَالَ: ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ. قِيْلَ: اَفَرَاَيْتَ اِنْ

① صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ فی الصوم، حدیث 1903۔

كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قَالَ: إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ "۔ ①

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کے بارے میں کوئی ایسی بات کہنا جو اسے ناپسند ہو (غیبت کہلاتا ہے)۔ آپ سے پوچھا گیا: جو بات میں کہہ رہا ہوں اگر وہ میرے بھائی میں موجود ہو، تو اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: جو تم کہہ رہے ہو اگر وہ تمہارے بھائی میں موجود ہو تب ہی تو تم اس کی غیبت کرنے والے ہو گے! اور اگر وہ چیز اس میں نہ موجود ہو گی تو تم اس پر تہمت لگانے ہو گے۔

صائم کو چاہئے کہ صوم کی حالت میں غیبت سے اجتناب کرے۔

۳۔ چغلخوری یعنی نفرت اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کے لئے لوگوں کی باتیں ایک دوسرے تک پہنچانا۔ ②

یہ بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور کتاب وسنت میں حرام ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ﴿١٠﴾ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ﴿١١﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ﴿١٢﴾ [القلم:10-12]۔

---

① صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الغیبۃ، حدیث 2589۔

② دیکھئے: المنہاج شرح النووی علی صحیح مسلم 2/112۔

اور آپ کسی ایسے شخص کا بھی کہنا مانیں جو زیادہ قسمیں کھانے والا، بے وقار، کمینہ، عیب گو، چغل خور، بھلائی سے روکنے والا، حد سے بڑھ جانے والا گنہگار ہو۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کی احادیث میں بھی اس سلسلہ میں وعید آئی ہے، چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

”لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ“۔

چغلخور جنت میں داخل نہ ہوگا۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

”لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ“۔ ①

چغلخور جنت میں داخل نہ ہوگا۔

۴۔ تمام تر معاملات، اور اعمال واقوال میں خیانت اور دھوکہ دہی:

جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي“۔

جس نے دھوکہ دیا وہ مجھ سے نہیں۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

”مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا“۔ ②

---

① صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب ما یکرہ من النمیمة، حدیث 6056، وصحیح مسلم، کتاب الایمان، باب غلظ تحریم النمیمة، حدیث 105۔

② صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ: ”من غشنا فلیس منا“، حدیث 101 وحدیث 102۔

جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم سے نہیں۔

۵۔گانا بجانا،میوزک،سارنگی،فلمیں،سیریلز،عریاں ونیم عریاں تصویریں وغیرہ:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٦﴾ [لقمان:6]۔

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جولغو باتیں خریدتے ہیں تا کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی مذاق بنائیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کے بارے میں پوچھا گیا توانہوں نے قسم کھا کر فرمایا:

"والله الذي لا إله غيره هو الغناء"۔[1]

اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں،یہ تو گانا ہے۔

ایسے ہی حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"نزلت هذه الاية في الغناء والمزامير"۔[2]

یہ آیت کریمہ گانے اور بانسری (میوزک وغیرہ) کے بارے میں نازل ہوئی۔

اور صحیح بخاری میں امت کی حالت زار کے سلسلہ میں پیشین گوئی کرتے ہوئے نبی کریم

---

[1] تفسیر طبری 21/62،وتفسیر ابن کثیر 6/331۔

[2] تفسیر ابن کثیر 6/331،نیز دیکھئے:إغاثة اللهفان،از ابن القیم 1/338-341۔

ﷺ کا ارشاد ہے:

”لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ“۔ ①

یقیناً میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو شرمگاہ یعنی زنا کاری، ریشم، شراب اور گانے بجانے اور میوزک کو حلال ٹھہرائیں گے۔

افسوس صد افسوس! کہ اس دور میں یہ شیطانی آوازیں اور لہولعب اس قدر عام ہو گئے ہیں کہ گویا حلال ہیں، غیروں کی بات تو دیگر ہے کوئی مسلم گھر بھی نادر ایسا ملے گا جس میں گانے بجانے، فلم، سیریل، حیا سوز میوزک اور لہو ولعب کے یہ اسباب موجود نہ ہوں۔ اور حیاء وغیرت کا اس طرح جنازہ اٹھتا جا رہا ہے کہ اس کا ادنیٰ احساس تک نہیں۔ فاللہ المستعان۔

٦۔ نشہ آور اور خبیث اشیاء جو عام حالات میں بھی حرام ہیں:

جیسے شراب، نسوار، گووا، گٹکا، حقہ، شیشہ، گانجا، بیڑی، سگریٹ، تمباکو، حشیش، بھنگ، چرس، ہیروئن، افیون وغیرہ۔

یہ چیزیں عام حالات میں بھی حرام ہیں اور ان کا دینی، اخلاقی، مالی، سماجی، عقلی، جسمانی نقصان مسلم ہے، لیکن رمضان میں ان کی حرمت اور بڑھ جاتی ہے۔

جبکہ رمضان کا موسم بہاراں جیسے محرمات اور خبائث سے اجتناب اور توبہ واستغفار کا بہترین موقع ہے۔

سچ فرمایا ہے نبی رحمت ﷺ نے:

---

① صحیح البخاری، کتاب الأشربۃ، باب ما جاء فیمن یستحل الخمر ویسمیہ بغیر اسمہ، حدیث 5590۔

''كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ، وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ''۔ ①

کتنے صوم رکھنے والوں کو اپنے صوم سے صرف بھوکا رہنا اور کتنے قیام اللیل کرنے والوں کو اپنے قیام سے صرف رت جگا ملتا ہے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''إذا صمت فليصم سمعك، وبصرك، ولسانك، عن الكذب، والمحارم، ودع اذى الجار، وليكن عليك وقار وسكينة يوم صومك، ولاتجعل يوم صومك ويوم فطرك سواء''۔ ②

جب تم صوم رکھو تو تمہارا کان، تمہاری آنکھ اور تمہاری زبان بھی جھوٹ اور حرام امور سے صوم رکھے، اور پڑوسی کو ایذا نہ پہنچاؤ، تم پر وقار و سنجیدگی اور سکونت ہو، اپنے صوم اور افطار کے دنوں کو برابر نہ کردو۔

٣ صوم کے مباحات:

صوم کی حالت میں مباح اور جائز امور:

① مباشرت کے سبب جنابت کی حالت میں صبح کرنا:

چنانچہ مائی ام سلمہ وعائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں:

① صحیح ابن خزیمۃ، حدیث 1997، ومسند احمد، 2 / 441، وسنن ابن ماجہ، 1 / 431، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابن خزیمۃ پر اپنی تعلیق میں کہا ہے اس کی سند صحیح ہے، 3 / 242، اور صحیح سنن ابن ماجہ میں کہا ہے کہ یہ حسن صحیح ہے، 2 / 71۔

② لطائف المعارف فیما لمواسم العام من الوظائف، از ابن رجب، ص 292۔

''اَشْھَدُ عَلَی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِنْ کَانَ لَیُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَیْرِ احْتِلَامٍ ، ثُمَّ یَصُوْمُہُ''۔ ①

میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ ﷺ احتلام نہیں بلکہ جماع کے سبب جنابت کی حالت میں صبح کرتے تھے اور صوم رکھتے تھے۔

نیز اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ہے:

'' اَنَّ رَجُلاً جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تُدْرِکُنِی الصَّلَاۃُ وَاَنَا جُنُبٌ اَفَاَصُوْمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: وَاَنَا تُدْرِکُنِی الصَّلَاۃُ وَاَنَا جُنُبٌ فَاَصُوْمُ. فَقَالَ: لَسْتَ مِثْلَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، فَقَالَ: وَاللّٰہِ اِنِّی لَاَرْجُو اَنْ اَکُوْنَ اَخْشَاکُمْ لِلّٰہِ وَاَعْلَمَکُمْ بِمَا اَتَّقِی''۔ ②

کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور بولا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں حالت جنابت میں ہوتا ہوں اور صلاۃ کا وقت ہوجاتا ہے' کیا اس حالت میں میں صوم رکھ سکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں بھی جنابت کی حالت میں ہوتا ہوں اور صلاۃ کا وقت ہوجاتا ہے' اور میں صوم رکھتا ہوں! تو اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ہماری طرح نہیں ہیں (یعنی آپ کی حیثیت تو کچھ اور ہے) تو آپ

---

① صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الصائم یصبح جنباً، حدیث 1925، 1926، وباب اغتسال الصائم، حدیث 1930، 1931، 1932، ومسلم، کتاب الصیام، باب صحۃ صوم من طلع علیہ الفجر وھو جنب، حدیث 1109۔

② صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صحۃ صوم من طلع علیہ الفجر وھو جنب، حدیث 1110۔

نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں، اور کن چیزوں سے بچنا چاہیے اس کا مجھے تم سے زیادہ علم ہے۔

② گرمی یا پیاس کی شدت سے غسل کرنا، سر پر پانی بہانا، کلی کرنا اور بلا مبالغہ کئے ناک میں پانی ڈالنا وغیرہ:

چنانچہ لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الْاَصَابِعِ وَبَالِغْ فِى الاِسْتِنْشَاقِ اِلاَّ اَنْ تَكُونَ صَائِمًا''۔[1]

اچھی طرح مکمل وضو کرو، انگلیوں کے درمیان خلال کرو، اور ناک میں خوب اچھی طرح پانی ڈالو، ہاں مگر یہ کہ تم صوم کی حالت میں ہو!

اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کسی صحابی رسول سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

''لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِالْعَرْجِ يَصُبُّ عَلَى رَاْسِهِ الْمَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ مِنَ الْعَطَشِ اَوْ مِنَ الْحَرِّ''۔[2]

میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرج میں دیکھا کہ آپ صوم کی حالت میں ہیں اور پیاس یا گرمی کی شدت کے سبب اپنے سر مبارک پر پانی انڈیل رہے ہیں۔

نیز امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں سلف کے چند آثار نقل فرمائے ہیں کہ:

---

① مسند أحمد، 4/32، 211، وأبو داود، کتاب الصوم، باب الصائم یصب علیہ الماء من العطش ویبالغ فی الاستنشاق، حدیث 2366، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن أبي داود، 2/91، اور إرواء الغليل، حدیث 90 میں صحیح قرار دیا ہے۔

② سنن أبو داود، کتاب الصوم، باب الصائم یصب علیہ الماء من العطش، حدیث 2365، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن أبي داود میں صحیح قرار دیا ہے، 2/61۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے صوم کی حالت میں کپڑا بھگو کر اپنے اوپر ڈالا۔
امام شعبی رحمہ اللہ صوم کی حالت میں حمام میں داخل ہوئے۔
اور حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صائم کے لئے کلی کرنے اور ٹھنڈک حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ①

③ بوقت ضرورت کھانا چکھ لینا:

امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:
''لَا بَأْسَ اَنْ يَتَطَعَّمَ الْقِدْرَ ، اَوِ الشَّيْءَ''۔ ②
ہانڈی یا کسی چیز کے چکھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔
جبکہ مصنف ابن ابوشیبہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا:
''لا باس ان يذوق الخلّ او الشيء ما لم يدخل حلقه وهو صائم''۔ ③
حالت صوم میں سرکہ یا کوئی اور چیز چکھ لینے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ حلق میں نہ اترے۔
امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اپنی مصنف میں اس سلسلہ میں عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حسن بصری رحمہ اللہ وغیرہ سے دیگر آثار بھی نقل فرمائے ہیں۔ ④

---

① صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب اغتسال الصائم، قبل حدیث 1930۔ نیز دیکھئے: فتح الباری از حافظ ابن حجر، 4/ 153۔
② صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب اغتسال الصائم، ترجمۃ الباب میں، قبل حدیث 1930، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن ابی شیبہ نے اسے موصول بیان کیا ہے، دیکھئے: فتح الباری 4/ 154۔
③ مصنف ابن ابی شیبہ، 3/ 47، حدیث 9369۔
④ مصنف ابن ابی شیبہ، 3/ 47، نیز دیکھئے: مصنف عبدالرزاق، 4/ 207۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"واما إذا ذاق طعاماً ولفظه، او وضع في فيه عسلاً ومجّه فلا باس به، للحاجة كالمضمضة والاستنشاق"۔ ①

اگر بوقت ضرورت کھانا چکھے اور تھوک دے، یا اپنے منہ میں شہد رکھے پھر اسے اگل دے تو اس میں کوئی حرج نہیں، جیسے کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں کوئی حرج نہیں۔

④ بیوی کو بوسہ دینا یا بغلگیر ہونا، بشرطیکہ اپنی ذات پر کنٹرول ہو:

چنانچہ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ ، وَهُوَ صَائِمٌ ، وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ"۔ ②

نبی کریم ﷺ صوم کی حالت میں بوسہ دیتے تھے اور بغلگیر ہوتے تھے، لیکن آپ اپنی شہوت پر تم میں سب سے زیادہ قابو رکھنے والے تھے۔

⑤ دانت برش کرنا:

صوم کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کے ذریعہ دانتوں کو مانجھنے میں بھی کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ حلق سے نیچے نہ اترے۔

---

① دیکھئے: الاختیارات الفقہیہ، از شیخ الاسلام ابن تیمیہ ص 160، نیز دیکھئے: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ 10/ 332۔

② صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب المباشرۃ للصائم، حدیث 1927، و باب القبلۃ للصائم، حدیث 1928، و مسلم، کتاب الصیام، باب بیان أن القبلۃ فی الصوم لیست محرمۃ علی من لم تحرک شہوتہ، حدیث 1106۔

اس سلسلہ میں مسواک کرنے، کلی کرنے، کھانا وغیرہ چکھنے سے متعلق روایتیں سابقہ سطور میں گزر چکی ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔ (۱)

٦۔ پاکیزہ خوشبو یا عطر وغیرہ سونگھنا:

اس میں کوئی حرج نہیں، نہ ہی یہ کھانے پینے کے حکم میں ہے۔ (۲)

اسی حکم میں وہ آکسیجن بھی ہے جسے دمہ یا سانس کے مریض استعمال کرتے ہیں، اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ (۳)

⑥ بھول کر کھالینا یا پی لینا:

کیونکہ ایسا ہو جانے میں بندہ کا کوئی اختیار نہیں ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''إِذَا نَسِيَ فَأَكَلَ وَشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ''۔ (۴)

صائم اگر بھول کر کھالے یا پی لے، تو اسے چاہئے کہ اپنا صوم مکمل کرلے، کیونکہ درحقیقت اللہ نے اسے کھلایا پلایا ہے۔

---

(۱) نیز دیکھئے: مجموع فتاوی ابن باز، 15/ 260۔

(۲) دیکھئے: مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ، 25/ 242۔

(۳) دیکھئے: الصیام فی الاسلام، از ڈاکٹر سعید القحطانی ص 286، ومفطرات الصیام المعاصرة، از ڈاکٹر احمد بن محمد الخلیل۔

(۴) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الصائم إذا أکل أو شرب ناسیاً، حدیث 1933، ومسلم، کتاب الصیام، باب أکل الناسی، وشربه، وجماعه لا یفطر، حدیث 1155۔

چوتھی فصل:

عذر اور معذورین کے مسائل

یعنی وہ اعذار جن کے سبب انسان کو رمضان کے صیام نہ رکھنے کی شرعی رخصت ہے۔
معذوروں کے صوم کے مسائل مختصراً حسب ذیل ہیں:

[1] مریض:

مریض کی دو قسمیں ہیں:

اول: وہ مریض جسے افاقہ یا شفایابی کی امید ہو، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے صوم نہ رکھنے کی رخصت دی ہے اور اس پر چھوٹے ہوئے صوم کی قضا ضروری قرار دیا ہے، ارشاد ہے:

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ [البقرة:184]۔

گنتی کے چند ہی دن ہیں لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کرلے۔

نیز بعد والی آیت میں ارشاد ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ [البقرة:185]۔

تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیے، ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں۔

اب اگر مریض پر صوم رکھنا مشکل ہو یا صوم کے سبب اسے تکلیف ہو، تو اس کے لئے صوم نہ رکھنے کی رخصت ہے، البتہ بعد میں اس کی قضا ضروری ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى رُخَصُهُ، كَمَا يَكْرَهُ أَنْ تُؤْتَى مَعْصِيَتُهُ“۔ ①

بے شک اللہ اپنی رخصتوں پر عمل کرنا پسند کرتا ہے جیسے اپنی نافرمانی کے کام کرنا ناپسند کرتا ہے۔

نیز اللہ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَقْتُلُوٓا أَنفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٢٩﴾ [النساء:29]۔

اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے۔

لیکن اگر صوم رکھنے میں دشواری نہ ہو اور نہ ہی تکلیف کا اندیشہ ہو تو صوم افطار کرنے کی رخصت نہیں ہے، کیونکہ انسان غیر معذور ہے۔

دوم: وہ مریض جسے افاقہ یا شفایابی کی امید نہ ہو، بلکہ وہ مستقل طور پر صوم رکھنے سے عاجز و معذور ہو۔

① مسند أحمد، 2/108، وابن خزیمۃ، حدیث 950، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ابن خزیمۃ پر اپنی تعلیق حدیث (950) میں، اور إرواء الغلیل، حدیث (564) میں صحیح قرار دیا ہے۔

جیسے بہت زیادہ عمر رسیدہ، یا کسی ایسے مرض میں مبتلا شخص جس سے شفا یابی متوقع نہ ہو۔ تو ایسے عاجز پر صوم واجب نہیں ہے، کیونکہ اس استطاعت سے خارج ہے۔ ①

اللہ کا ارشاد ہے:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا [البقرۃ:286]۔

اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

نیز ارشاد ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ [التغابن:16]۔

جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔

البتہ ایسے مریض پر ضروری ہے ہر دن صوم کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے، کیونکہ آغاز اسلام میں جب صوم کی فرضیت ہوئی تھی تو اللہ نے صوم رکھنے یا اس کے بدلے کھانا کھلا دینے کا اختیار دیا تھا، یعنی کھانا کھلانا صوم کا بدیل اور مساوی تھا، اس سے معلوم ہوا کہ صوم سے عاجز ہونے کی صورت میں کھانا کھلانا ہی اس کا بدیل اور مساوی ہے۔

صوم سے متعلق سورۂ بقرہ کی آیت کریمہ کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"الشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَالْمَرْأَةُ الْكَبِيرَةُ لَا يَسْتَطِيعَانِ اَنْ يَصُومَا ، فَلْيُطْعِمَانِ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا"۔ ②

بوڑھے مرد وعورت جنہیں صوم رکھنے کی استطاعت نہیں ہے، انہیں چاہئے کہ ہر دن

---

① الاجماع از ابن المنذر، ص 60۔

② صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قول اللہ تعالیٰ: "أیاما معدودات..." الآیۃ، حدیث 4505۔

کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وَاَمَّا الشَّيْخُ الْكَبِيرُ إِذَا لَمْ يُطِقِ الصِّيَامَ ، فَقَدْ اَطْعَمَ اَنَسٌ بَعْدَ مَا كَبِرَ عَامًا اَوْ عَامَيْنِ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِينًا خُبْزًا وَلَحْمًا وَاَفْطَرَ“۔ ①

اسی طرح بوڑھے آدمی کو اگر صوم کی طاقت نہ ہو تو وہ بھی (یعنی کھانا کھلائے) کیونکہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے عمر رسیدہ ہونے کے بعد ایک یا دو سال تک گوشت روٹی کے شکل میں ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا تھا، اور صوم نہیں رکھا تھا۔

کھانے کی مقدار صحیح رائے کے مطابق نصف صاع ہے (تقریباً ڈیڑھ کلو غلہ) جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

”..اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ، لِكُلِّ مِسْكِينٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ ②

...یا ہر مسکین کو آدھے صاع کے حساب سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔

صائم کو اختیار ہے کہ دنوں کی تعداد کے مطابق آدھے صاع کے حساب سے مسکینوں کو غلہ دیدے، یا پھر کھانا تیار کرا کے انہیں کھلا دے، جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ واللہ اعلم۔ ③

---

① صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قول اللہ تعالی: أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ... [البقرۃ:184] قبل حدیث 4505۔

② صحیح البخاری، کتاب المحصر، باب الاطعام فی الفدیۃ نصف صاع، حدیث 1816، ومسلم کتاب الحج، باب جواز حلق الراس للمحرم إذا کان بہ أذی، حدیث 1201۔

③ دیکھئے: مجموع فتاوی ابن باز، 15 / 202، 218، ومجالس شہر رمضان ص 76۔

۲ مسافر:

مسافر، جو اتنی مسافت کا سفر کرے، جس میں صلاۃ قصر کی جاتی ہے۔

مسافر کے لئے رمضان میں صوم نہ رکھنے کی رخصت ہے، چنانچہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ [البقرۃ:185]۔

اور جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں۔

اور عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں سفر سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا، اور آپ کو سلام عرض کیا، جب واپس ہونے لگا تو آپ نے فرمایا: اے ابو امیہ! ٹھہرو کھانا کھا کر جاؤ، تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں صائم ہوں۔ آپ نے فرمایا:

”تَعَالَ أُخْبِرْكَ عَنِ الْمُسَافِرِ : إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى وَضَعَ عَنْهُ الصِّيَامَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ“۔ [1]

آؤ میں تمہیں مسافر کے بارے میں بتلاؤں! اللہ تعالیٰ نے مسافر سے صوم اور آدھی صلاۃ معاف فرمادی ہے۔

---

[1] سنن النسائی، کتاب الصیام، باب ذکر وضع الصیام عن المسافر، حدیث 2266-2270، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح النسائی میں صحیح قرار دیا ہے 2/133-134۔

۳ حیض ونفاس:

عورت جب حیض یا نفاس کی حالت میں ہوتو اس پر صوم نہیں، اور اس لئے صوم رکھنا حلال اور مقبول بھی نہیں، بلکہ اس پر ضروری ہے کہ ایام کے بقدر صوم نہ رکھے، بعد میں ان کی قضا کرے۔

چنانچہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اَلَیْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟''۔ ①

کیا ایسا نہیں ہے کہ عورت جب حائضہ ہوتی ہے تو نہ صلاۃ پڑھتی ہے نہ صوم رکھتی ہے؟

اور مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں:

''کُنَّا نَحِیضُ عَلَی عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ، فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ''۔ ②

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم حائضہ ہوا کرتی تھیں تو ہمیں صوم کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا، صلاۃ کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

۴ حمل ورضاعت:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ

① صحیح البخاری، حدیث 304، وصحیح مسلم، حدیث 132۔

② صحیح البخاری، حدیث 321، وصحیح مسلم، حدیث 335۔

الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ [البقرة:185]۔

اور جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ، وَعَنِ الْمُسَافِرِ وَالْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ أَوِ الصِّيَامَ"۔ ①

اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی صلاۃ، اور مسافر، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے صوم معاف فرمادیا ہے۔

اب اس سلسلہ میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں قضا کریں گی یا افطار کے بدلے مسکینوں کو کھانا کھلائیں گی: اس بارے میں اہل علم کی تین رائیں ہیں:

۱۔ ان کی حیثیت مکمل طور پر مریض جیسی ہے، جو حکم مریض کا ہے وہی ان کا ہے، لہٰذا وہ چھوٹے ہوئے صوم کی بعد میں صرف قضا کریں گی۔

۲۔ وہ اپنے چھوٹے ہوئے صوم کے بقدر مسکینوں کو کھانا کھلائیں گی، گویا ان کی حیثیت ان لوگوں جیسی ہے جو مستقل طور پر صوم سے عاجز ہیں۔

۳۔ تفصیل: اگر صوم کے سبب اپنی ذات کو نقصان پہنچنے کا یا اپنی ذات اور اپنے بچوں کو

---

① مسند احمد، 31/392، حدیث 19027، وحدیث 20326، وابن ماجہ، حدیث 1667، والنسائی، حدیث 2274، وأبو داود، حدیث 2408، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: صحیح ابن ماجہ، 2/64، وصحیح سنن الترمذی، 1/382، وصحیح النسائی، 2/135، وصحیح سنن أبی داود، 2/71۔

نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو صوم چھوڑ دیں گی اور بعد میں اس کی قضا کریں گی، لیکن اگر اپنے بچوں کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو تو قضا کے ساتھ کفارہ بھی دیں گی یعنی مسکینوں کو کھانا کھلائیں گی۔

لیکن مذکورہ دلائل کی روشنی میں پہلی رائے راجح ہے، کیونکہ حاملہ اور دودھ پلانے والیوں کا حکم حد درجہ عمر درازوں اور دائمی مریضوں جیسا نہیں ہے، بلکہ عام مریضوں جیسا ہے، جب انہیں اپنی ذات یا اپنے بچوں کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو افطار اور اس کی قضا کریں گی، بصورت دیگر نہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ حسن بصری اور ابراہیم نخعی رحمہما اللہ نے حاملہ اور دودھ پلانے والیوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ اگر انہیں اپنی ذات یا اپنے بچوں کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو تو صوم نہیں رکھیں گی، پھر بعد میں چھوٹے ہوئے ایام کی قضا کریں گی۔ ①

⑤ حسب ضرورت جہاد فی سبیل اللہ میں قوت کے حصول کے لئے:

اعلاء کلمۃ اللہ اور مسلمانوں کا دفاع کرنے کے لئے اگر جہاد فی سبیل اللہ میں قوت کی ضرورت محسوس ہو تو، افطار کرنا جائز ہے، جیسا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

---

① صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ۔۔۔ قبل حدیث 4505۔ [والصیام فی الاسلام ص 159]۔
حسن بصری کے اثر کو عبد بن حمید نے دو سندوں سے موصول بیان کیا ہے، اسی طرح ابراہیم نخعی کے اثر کو بھی ابو معشر کی سند سے موصول کیا ہے۔ [فتح الباری از ابن حجر، 8/ 179-180، نیز دیکھئے: مجموع فتاوی ابن باز، 15/ 224]۔

’’سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى مَكَّةَ وَنَحْنُ صِيَامٌ قَالَ فَنَزَلْنَا مَنْزِلاً فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّكُمْ قَدْ دَنَوْتُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَالْفِطْرُ اَقْوَى لَكُمْ، فَكَانَتْ رُخْصَةً فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ اَفْطَرَ. ثُمَّ نَزَلْنَا مَنْزِلاً اٰخَرَ فَقَالَ: إِنَّكُمْ مُصَبِّحُو عَدُوِّكُمْ وَالْفِطْرُ اَقْوَى لَكُمْ فَاَفْطِرُوا. وَكَانَتْ عَزْمَةً فَاَفْطَرْنَا‘‘۔ (1)

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ کا سفر کیا اور ہم حالت صوم میں تھے، چنانچہ ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’تم اپنے دشمن سے قریب ہو چکے ہو، صوم توڑ دینا تمہارے لئے زیادہ قوت کا سبب ہے۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ ہمارے لئے رخصت تھی، چنانچہ ہم میں سے کچھ لوگ صوم پر قائم رہے اور کچھ نے توڑ دیا۔ پھر ہم ایک دوسری جگہ اترے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے دشمن سے ٹکرانے والے ہو اور صوم توڑ دینا تمہارے لئے زیادہ قوت و طاقت کا سبب ہے، لہٰذا صوم توڑ دو! اب چونکہ یہ سب کے لئے تاکیدی حکم تھا اس لئے ہم سب نے صوم توڑ دیا۔

٦ جسے صوم توڑنے پر لاچار و مجبور کر دیا گیا ہو:

اگر ایسی کوئی صورت ناگہانی پیش آجائے تو صوم توڑنے کی اجازت ہے، بشرطیکہ اس کا دل ایمان پر ثابت ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

(1) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب أجر المفطر في السفر، حدیث 1120۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ [النحل:106]۔

جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ کا کفر کرے سوائے اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو، مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

اور مجبور کے بارے نبی رحمت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''إِنَّ اللَّهَ قَدْ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ ، وَالنِّسْيَانَ ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ''۔ ①

اللہ عزوجل نے میری امت کی غلطی، بھول چوک اور جس پر انہیں مجبور کر دیا گیا ہو معاف فرما دیا ہے۔

اسی طرح بعض اضطراری صورتوں میں بھی صوم توڑنا مباح ہو جاتا ہے جیسے کسی کی جان بچانے کے لئے، مثلاً کوئی ڈوب رہا ہو، یا کسی کے جل جانے کا اندیشہ ہو تو اسے بچانے کے لئے صوم توڑنا، اسی طرح اگر کسی پر صوم اس قدر دشوار ہو جائے کہ اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہو جائے تو اس کے لئے بھی صوم توڑنا مباح ہو جاتا ہے، جیسا کہ اہل علم نے اجتہاد و استنباط کیا ہے۔ ②

---

① سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، باب طلاق المکرہ، حدیث، 2044، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے صحیح ابن ماجہ، 2/178، وإرواء الغلیل، حدیث 82۔

② دیکھئے: مجموع فتاوی ابن باز، 15/255، والشرح الممتع از ابن عثیمین 6/362، والصیام فی الاسلام، از ڈاکٹر سعید القحطانی ص 163۔

پانچویں فصل:

قیام رمضان (تراویح)

1 قیام رمضان اور تراویح:

اس صلاۃ کو صلاۃ اللیل، قیام اللیل قیام رمضان اور تراویح وغیرہ ناموں سے جانا جاتا ہے۔ اسے تراویح اس لئے کہا جاتا کہ ہر دو سلام یعنی چار رکعات کے بعد لوگ چند لمحے راحت لیا کرتے تھے۔ ①

یہ اس بات کی واضح دلیل بھی ہے کہ قرون اولی میں صلاۃ اللیل لمبی پڑھی جاتی تھی، چنانچہ مائی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"انها سئلت: كَيْفَ كَانَتْ صَلاَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ ، وَلاَ فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّى أَرْبَعًا فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ، ثُمَّ يُصَلِّى أَرْبَعًا فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ، ثُمَّ يُصَلِّى ثَلاَثًا"۔ ②

کہ ان سے پوچھا گیا: رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی (رات کی صلاۃ) کیسی ہوا کرتی

---

① دیکھئے: لسان العرب، از ابن منظور، 2 / 462، والقاموس المحیط ص 282۔

② صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ، حدیث 1147، ومسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ، حدیث 738۔

تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ رمضان ہو یا غیر رمضان گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے؛ چار رکعتیں ایسی پڑھتے تھے کہ ان کے حسن اور لمبائی کے بارے میں نہ پوچھو، پھر چار رکعتیں ایسی پڑھتے تھے کہ ان کے حسن اور لمبائی کے بارے میں نہ پوچھو، پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے۔

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دو سلام یعنی چار رکعتوں کے بعد معمولی وقفہ ہوا کرتا تھا، جس کی وجہ سے اسے تراویح کہا گیا، نہ کہ چار رکعتوں پر سلام پھیرا کرتے تھے، جیسا کہ مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

''يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ''۔ ①

ہر دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرتے تھے اور پھر ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔

برخلاف آج کے اس دور میں بعض مساجد میں ہونے والی تراویح کے، کہ ''حسن اور لمبائی'' سے کوئی نسبت ہی نہیں، تلاوت سے لیکر رکوع وسجود اور اعتدال ارکان وغیرہ میں معاملہ بالکل برعکس ہے، پوری رفتار اور تیزی کے ساتھ چند منٹوں میں ''بیس رکعت'' ختم ہو جاتی ہے!

[۲] قیام رمضان کا حکم اور اس کی فضیلت:

صلاۃ اللیل (تراویح) نبی کریم ﷺ کی سنت ہے، آپ ﷺ صحابہ کرام کو اس کی ترغیب دیتے اور شوق دلاتے تھے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

''كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ

---

① صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ، حدیث 736۔

يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ فَيَقُولُ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ "۔ ①

رسول اللہ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو قیام رمضان کے سلسلہ میں تاکیدی حکم تو نہیں دیتے تھے البتہ انہیں اس کی ترغیب دیتے تھے، چنانچہ فرماتے تھے: "جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور اجر وثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کردیے جائیں گے"۔

نیز ارشاد ہے:

"عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَإِنَّ قِيَامَ اللَّيْلِ قُرْبَةٌ إِلَى اللَّهِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الإِثْمِ وَتَكْفِيرٌ لِلسَّيِّئَاتِ "۔ ②

قیام اللیل کرتے رہو، کیونکہ وہ تم سے پہلے صالحین کی عادت رہی ہے، اللہ کی قربت کا ذریعہ ہے، گناہوں سے رکاوٹ اور ان کی معافی کا سبب ہے۔

۳ قیام رمضان کا وقت:

قیام رمضان کا وقت صلاۃ عشاء کے بعد سے صبح صادق سے پہلے تک ہے۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ

---

① صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب: تطوع قیام رمضان من الایمان، حدیث 37، ومسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح، حدیث 759۔

② صحیح الجامع، از علامہ البانی حدیث: 4079۔

الْعِشَاءِ - وَهِيَ الَّتِي يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ - إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ۔ [1]

رسول اللہ ﷺ صلاۃ عشاء (جسے لوگ عتمہ کہتے ہیں) سے فارغ ہونے کے بعد سے فجر تک گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے، ہر دو رکعت کے درمیان سلام پھیرتے تھے، اور ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”إِنَّ اللهَ زَادَكُمْ صَلَاةً، وَهِيَ الْوِتْرُ، فَصَلُّوهَا فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ“۔ [2]

اللہ عز وجل نے تمہیں مزید ایک صلاۃ ”وتر“ عطا فرمائی ہے، لہٰذا اسے صلاۃ عشا اور صلاۃ فجر کے درمیان پڑھا کرو۔

۴ قیام رمضان کی رکعات:

قیام رمضان کی مسنون رکعتیں وتر کے ساتھ گیارہ ہیں، جیسا کہ مائی عائشہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بات نہایت ہی واضح طور پر مروی ہے۔

مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”مَا كَانَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ ، وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّى أَرْبَعًا فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ

---

(1) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ، حدیث 736۔

(2) مسند احمد 397،7/6، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے السلسلۃ الصحیحہ (108) میں صحیح قرار دیا ہے۔

وَطُولِهِنَّ ، ثُمَّ يُصَلِّى اَرْبَعًا فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ، ثُمَّ يُصَلِّى ثَلاَثًا"۔ (۱)

آپ ﷺ رمضان ہو یا غیر رمضان گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے؛ چار رکعتیں ایسی پڑھتے تھے کہ ان کے حسن اور لمبائی کے بارے میں نہ پوچھو، پھر چار رکعتیں ایسی پڑھتے تھے کہ ان کے حسن اور لمبائی کے بارے میں نہ پوچھو، پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے۔

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

"كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّى مِنَ اللَّيْلِ ثَلاَثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً"۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ رات میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

واضح رہے کہ ان تیرہ رکعتوں میں سے دو رکعتیں یا تو فجر کی سنتیں ہیں یا قیام اللیل سے قبل دو ہلکی رکعتیں ہیں یا وتر کے بعد کی دو ہلکی رکعتیں ہیں، جیسا کہ حسب ذیل احادیث سے واضح ہے:

۱۔"كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّى مِنَ اللَّيْلِ ثَلاَثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا الْوِتْرُ وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ"۔ (۳)

نبی کریم ﷺ رات میں تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے جن میں وتر اور فجر کی دو رکعتیں بھی

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ، حدیث 1147، ومسلم کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ، حدیث 738۔

(۲) صحیح مسلم، حدیث 764، نیز دیکھئے: 1754۔

(۳) صحیح البخاری، حدیث 1140، وصحیح مسلم حدیث 736-738۔

شامل ہوتی تھیں۔

۲۔ "كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِيُصَلِّيَ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ"۔ ①

رسول اللہ ﷺ جب قیام اللیل کے لئے بیدار ہوتے تھے تو اپنی صلاۃ کو دو ہلکی رکعتوں سے شروع کرتے تھے۔

واضح رہے کہ یہ دو رکعتیں قیام اللیل کی رکعتوں میں شامل نہیں ہو سکتیں کیونکہ مائی عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کی روایت گزر چکی ہے کہ آپ ایسی صلاۃ پڑھتے تھے جس کے حسن اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھو، جبکہ یہ دونوں رکعتیں ہلکی تھیں۔

۳۔ "كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ يُصَلِّي إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ"۔ ②

رسول اللہ ﷺ رات میں تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے، پھر جب صلاۃ فجر کی اذان سنتے تھے تو دو رکعتیں ہلکی پڑھتے تھے۔

صحیحین کی ان روایات سے دوٹوک عیاں ہے کہ آپ ﷺ کا معمول ہی وتر سمیت گیارہ رکعات کا تھا۔

بعض اہل علم کی رائے ہے کہ تراویح کی رکعات کی کوئی حد متعین نہیں ہے جس سے زیادہ جائز نہ ہو، ان کی دلیل صحیح بخاری کی یہ روایت ہے:

---

① صحیح مسلم، حدیث 767۔

② صحیح البخاری، حدیث 1170۔

''عَنِ عبد الله بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلاَةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى ، فَاِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَاحِدَةً ، تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلّٰى ''۔ (۱)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے صلاۃ اللیل کے بارے میں پوچھا؟ تو آپ نے فرمایا: ''صلاۃ اللیل دو دو رکعت ہے، اور جب تم میں سے کسی کو صبح کا اندیشہ ہو جائے تو ایک رکعت پڑھ لے، جو اس نے پڑھا ہے وہ اُسے وتر بنا دے گی۔

لیکن یہ رائے اور استدلال کئی وجوہ سے محل نظر ہے:

۱۔صلاۃ اللیل کی بابت آپ کا عمل ثابت ہے کہ آپ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

۲۔مذکورہ روایت کی وضاحت صحیح بخاری کی اس روایت سے ہوتی ہے:

''اَنَّ رَجُلاً جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ؟ فَقَالَ: مَثْنٰى مَثْنٰى ، فَاِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ ، تُوتِرُ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ''۔ (۲)

ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا، آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، اس نے

(۱) صحیح البخاری، حدیث 990، ومسلم، حدیث 749۔

(۲) صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب الحلق فی المسجد، حدیث 473۔

کہا: صلاۃ اللیل کی کیا کیفیت ہے؟ آپ نے فرمایا: دو دو رکعت، اور جب تمہیں صبح کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت وتر پڑھ لو، جو تم نے پڑھا ہے وہ اسے وتر بنادے گی۔

اس روایت میں سائل کے سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ "دو دو رکعت" سے صلاۃ اللیل کی تعداد نہیں بلکہ اس کی ادائیگی کی کیفیت بتانا مقصود ہے، کیونکہ سوال کیفیت کے بارے میں تھا نہ کہ تعداد کے بارے میں، لہٰذا تعداد کا مسئلہ اپنی جگہ مسلم ہے یہاں جواب صرف ادائیگی کی کیفیت سے متعلق ہے۔ ①

۵ صلاۃ الوتر:

وتر کا ذکر قیام اللیل سے متعلقہ بیشتر روایات میں آچکا ہے۔

صلاۃ وتر کم سے کم ایک رکعت ہے اور زیادہ سے زیادہ گیارہ رکعت۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اَلْوِتْرُ حَقٌّ علی کل مسلم، فَمَنْ شَاءَ اَوْتَرَ بِسَبْعٍ، وَمَنْ شَاءَ اَوْتَرَ بِخَمْسٍ، وَمَنْ شَاءَ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ، وَمَنْ شَاءَ اَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ"۔ ②

وتر ہر مسلمان پر حق ہے، لہٰذا جو چاہے سات رکعت پڑھے، جو چاہے پانچ رکعت پڑھے، جو چاہے تین رکعت پڑھے اور جو چاہے ایک رکعت پڑھے۔

ایک رکعت وتر کی کیفیت واضح ہے۔ تین رکعت وتر کے سلسلہ میں احادیث میں دو کیفیت وارد ہے:

---

① مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: فتح الباری للحافظ ابن حجر 2/478، وبغیۃ المتطوع فی صلاۃ التطوع از محمد عمر بازمول ص 55۔

② صحیح الجامع، از علامہ البانی، حدیث 7147۔

۱۔ دو رکعتیں پڑھی جائیں اور سلام پھیر دیا جائے، پھر ایک رکعت علاحدہ پڑھی جائے اور سلام پھیرا جائے۔

۲۔ تینوں رکعتیں ایک سلام سے مسلسل پڑھی جائیں، دو رکعتوں کے بعد صلاۃ مغرب کی طرح تشہد نہ کیا جائے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ تَشَبَّهُوا بِالْمَغْرِبِ، وَلَكِنْ أَوْتِرُوا بِخَمْسٍ أَوْ بِسَبْعٍ أَوْ بِتِسْعٍ أَوْ بِإِحْدَى عَشْرَةَ''۔ ①

صلاۃ مغرب کی مشابہت کرتے ہوئے تین رکعت وتر نہ پڑھو، بلکہ پانچ رکعتیں وتر پڑھو یا سات پڑھو یا نو پڑھو یا گیارہ پڑھو۔

① مستدرک الحاکم 1 / 314، اور انہوں نے شیخین کی شرط پر اسے صحیح قرار دیا ہے، وشرح معانی الآثار، از امام طحاوی 1 / 292، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صلاۃ التراویح'' (ص 99،85) میں صحیح قرار دیا ہے۔

② مزید ملاحظہ فرمائیں: فتح الباری، از حافظ ابن حجر 2/481۔

[رکعات کی تعداد اور ادائیگی کی کیفیت سے متعلق مزید تفصیلات کے لئے حدیث وفقہ کی کتابیں ملاحظہ فرمائیں]۔

چھٹی فصل:

عشرۂ اخیرہ اور عید الفطر

[1] عشرۂ اخیرہ کے فضائل:

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کو اللہ رب العالمین سے خصوصی فضائل اور امتیازات سے نوازا ہے، اسی لئے نبی کریم ﷺ اس میں نیکیوں کو اہتمام بھی کیا کرتے تھے۔

مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

''كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مَا لاَ يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ''۔ (۱)

نبی کریم ﷺ آخری عشرہ میں اتنی محنت کیا کرتے تھے جتنا اس کے علاوہ میں نہیں کرتے تھے۔

نیز فرماتی ہیں:

''كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ اَحْيَا اللَّيْلَ وَاَيْقَظَ اَهْلَهُ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ''۔ (۲)

جب آخری عشرہ شروع ہوتا تھا تو رسول اللہ ﷺ شب بیداری کرتے تھے، اپنے اہل

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، باب الاجتہاد فی العشر الأواخر من رمضان، حدیث 1175۔

(۲) صحیح البخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب العمل فی العشر الأواخر من رمضان، حدیث 2024، ومسلم، کتاب الاعتکاف، باب الاجتہاد فی العشر الأواخر من رمضان، حدیث 1174۔

خانہ کو بیدار کرتے تھے اور خوب محنت کرتے تھے اور کمر کس لیا کرتے تھے۔

آخری عشرہ کی چند خصوصی عبادات:

۲ اعتکاف:

● اعتکاف کی لغوی واصطلاحی تعریف:

عربی زبان میں اعتکاف کے معنی کسی چیز کو لازم پکڑنے، اس سے وابستہ ہو جانے اور پابندی کے ساتھ اس پر اپنے آپ کو آمادہ کر لینے کے ہیں، جیسا کہ بنی اسرائیل کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَّعۡكُفُوۡنَ عَلٰٓى اَصۡنَامٍ لَّهُمۡ [الاعراف:138]۔

وہ اپنے بتوں سے لگے بیٹھے تھے۔

ایسے ہی صیام رمضان کے سیاق میں ارشاد فرمایا:

وَلَا تُبَاشِرُوۡهُنَّ وَاَنۡتُمۡ عٰكِفُوۡنَ فِى الۡمَسٰجِدِ [البقرۃ:187]۔

اور عورتوں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو۔

اصطلاح شرع میں اعتکاف کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”المقام في المسجد من شخص مخصوص على صفة مخصوصة“۔ ①

---

① فتح الباری، از ابن حجر رحمہ اللہ، 4/271۔

کسی مخصوص شخص کا مخصوص صفات کے ساتھ مسجد میں ٹھہرنا۔

اسی طرح امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ملازمة طاعةٍ مخصوصةٍ، على شرطٍ مخصوصٍ، في موضع مخصوص"۔ (1)

کسی مخصوص جگہ، مخصوص شرط کے ساتھ، مخصوص اطاعت کی پابندی کرنا۔

اعتکاف کو "جوار" یا "مجاورت" بھی کہا جاتا ہے، چنانچہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إني كُنْتُ أُجَاوِرُ هذهِ الْعَشْرَ ، ثُمَّ قَدْ بَدَا لِي أَنْ أُجَاوِرَ هذهِ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ "۔ (2)

میں اس عشرہ میں جوار (اعتکاف) کیا کرتا تھا، پھر مجھے علم ہوا کہ آخری عشرہ میں اعتکاف کروں۔

● اعتکاف کا حکم:

اعتکاف سنت ہے، اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے:

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ [البقرة: 187]۔

اور عورتوں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے،

---

(1) المفہم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم، از امام قرطبی 3/ 240۔

(2) صحیح البخاری فی فضل لیلۃ القدر، باب تحری لیلۃ القدر، حدیث 2018، ومسلم فی الصیام، باب فضل لیلۃ القدر، حدیث 1167۔

جیسا کہ اس بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں، نبی رحمت ﷺ کی زوجہ مطہرہ مائی عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:

”اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ، ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ“۔ ①

نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے یہاں تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دیدی، پھر آپ کے بعد آپ کی بیویوں نے اعتکاف کیا۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

”كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَعْتَكِفُ فِی كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ اَيَّامٍ ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِی قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا“۔ ②

نبی کریم ﷺ ہر سال رمضان میں دس دن اعتکاف فرمایا کرتے تھے، لیکن جس سال آپ کی وفات ہوئی آپ نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔

ایسے ہی نبی کریم ﷺ صحابہ کو حکم دینے کے بجائے اعتکاف کی ترغیب دیتے تھے:

”۔۔ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يَعْتَكِفَ فَلْيَعْتَكِفْ، قال ابو سعيد الخدري رضي الله عنه: ”فَاعْتَكَفَ النَّاسُ مَعَهُ“۔ ③

---

① صحیح البخاری، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الأواخر من رمضان، حدیث 2026، ومسلم کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف العشر الأواخر من رمضان، حدیث 5۔

② صحیح البخاری، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الأوسط من رمضان، حدیث 2044، وکتاب فضائل القرآن، باب کان جبریل یعرض القرآن علی النبی ﷺ، حدیث 4998۔

③ صحیح البخاری، حدیث 2016، ومسلم، حدیث 1167۔

لہٰذا تم میں سے جسے اعکاف کرنا پسند ہو وہ اعتکاف کرے، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ پھر لوگوں نے اپ کے ساتھ اعتکاف کیا۔

● اعتکاف کی فضیلت:

اعتکاف کی فضیلت میں یوں تو کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے، جیسا کہ امام ابوداود فرماتے ہیں کہ: میں نے امام احمد سے پوچھا: اعتکاف کی فضیلت میں کوئی حدیث آپ کے علم میں ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! سوائے ضعیف کے"۔ [1]

لیکن اللہ رب العالمین کا خصوصیت کے ساتھ نام لیکر اس کے احکام کا تذکرہ کرنا، آپ ﷺ کا اس پر ہر سال اپنی زندگی میں عمل کرنا، اور سفر کے سبب چھوٹ جانے پر وفات کے سال بیس دن کا اعتکاف کرنا اس عمل کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے، چنانچہ مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"إن النبي ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ تعالى"۔ [2]

نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے یہاں تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دیدی۔

امام محمد بن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] مسائل الامام أبی داود ص 96۔

[2] صحیح البخاری، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الأواخر من رمضان، حدیث 2026، ومسلم، کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف العشر الأواخر من رمضان، حدیث 5۔

"عجباً من الناس كيف تركوا الاعتكاف؟ ورسول الله ﷺ كان يفعل الشيء ويتركه، وما ترك الاعتكاف حتى قبض"۔ ①

بڑی حیرت ہے کہ لوگوں نے اعتکاف کیسے ترک کر دیا؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کوئی کام کرتے تھے پھر چھوڑ بھی دیتے تھے لیکن اعتکاف کو وفات تک نہیں چھوڑا۔

● اعتکاف کے شروط:

اعتکاف کی صحت کے لئے اسلام، عقل، نیت، مسجد جس میں صلاۃ باجماعت ہوتی ہو، اور موجب غسل ناپاکیوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔ ②

● اعتکاف کا رکن:

اعتکاف کا بنیادی رکن مسجد میں ٹھہرنا اور اسے لازم پکڑنا ہے، بلکہ یہی اعتکاف کی ماہیت اور حقیقت ہے، اس کے بغیر اعتکاف کا تصور نہیں۔

● معتکف میں داخل ہونے اور نکلنے کا وقت:

معتکف (جائے اعتکاف) میں داخل ہونے کے سلسلہ میں راجح اور احتیاطی بات یہ ہے کہ بیسویں رمضان کو غروب آفتاب سے قبل داخل ہو، اور اکیسویں رمضان کی فجر سے علاحدگی اختیار کر کے عبادت میں مشغول ہو جائے۔

اور نکلنے کے سلسلہ میں بہتر یہ ہے کہ صلاۃ عید کے لئے نکلنے کے وقت نکلے، البتہ رویت

---

① فتح الباری 285/4، وعمدۃ القاری 12 / 140۔

② تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: رسالہ فقہ الاعتکاف، از ڈاکٹر خالد بن علی المشیقح وغیرہ۔

ہلال کے تحقق کے بعد اس سے پہلے بھی نکل جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ①

● اعتکاف کے نواقض:

اعتکاف کو باطل کرنے والے امور حسب ذیل ہیں:

۱۔ بلا عذر شرعی وطبعی پورے جسم کے ساتھ مسجد سے باہر نکلنا:

عذر شرعی وطبعی: یعنی انسانی ضروریات، مثلاً: پیشاب، پاخانہ، وضو، غسل اور طہارت وغیرہ بشرطیکہ مسجد میں میسر نہ ہو، ایسے ہی کھانے پینے کے لئے اگر کوئی پہنچانے والا نہ ہو، جیسا کہ مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيُدْخِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ ، إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا''۔ ②

رسول اللہ ﷺ مسجد میں ہوتے ہوئے اپنا سر گھر میں داخل کرتے تھے تو میں آپ کے بالوں میں کنگھی کرتی تھی، اور آپ حالت اعتکاف میں بلا ضرورت گھر میں داخل نہ ہوتے تھے۔

یا اگر مسجد جامع میں اعتکاف نہ کیا ہو تو صلاۃ جمعہ کے لئے نکلنا، اسی طرح اگر اعتکاف کے آغاز میں بعض نیکیوں کے لئے نکلنے کی شرط لگائے تو اس کے لئے بھی نکل سکتا ہے، جیسے صلاۃ جنازہ، یا مریض کی عیادت یا دینی وعلمی مجالس میں شرکت وغیرہ۔ ③

---

① تفصیل کے لئے دیکھئے: فقہ الاعتکاف ص 61۔

② صحیح البخاری فی کتاب الاعتکاف، باب لا یدخل البیت إلا لحاجۃ، حدیث 2029، ومسلم فی الحیض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجہا، حدیث 297۔

③ فقہ الاعتکاف ص 173-141۔

۲۔جماع کرنا۔

۳۔کسی بھی طرح منی خارج کرنا۔

۴۔نشہ کرنا۔

۵۔اعتکاف کی نیت ختم کردینا۔

۶۔مرتد ہو جانا۔

۷۔موت کا آجانا۔

● اعتکاف کی حالت میں جائز امور:

۱۔مسجد میں کھانا پینا۔

۲۔مسجد میں سونا اور آرام کرنا۔

۳۔ معتکف (جائے اعتکاف) یعنی مسجد میں ایک گوشہ خاص کرلینا۔

۴۔عمدہ کپڑے زیب تن کرنا اور خوشبو لگانا۔

۵۔سر دھونا، بالوں میں کنگھی کرنا، تیل لگانا وغیرہ۔

۶۔سنن فطرت کا اہتمام کرنا یعنی ناخن تراشنا، زیر ناف اور بغل کے بال صاف کرنا اور مونچھیں کترنا وغیرہ۔

۷۔مریض کی عیادت کرنا اور صلاۃ جنازہ پڑھنا (جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے)۔

۸۔معتکف کے اہل خانہ کا اس کی زیارت کرنا اور حسب ضرورت گفتگو کرنا۔ ①

---

① تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: فقہ الاعتکاف: 177-209۔

● حالت اعتکاف میں چند ممنوع امور:

حالت اعتکاف میں معتکف کو چاہئے کہ ہر اس عمل سے احتراز کرے جو "اعتکاف" کی ماہیت اوراس کی روح کے خلاف ہو، مثلاً:

جیسے خرید وفروخت، کاروبار، لین دین وغیرہ کرنا، کیونکہ ایک تو مسجدیں اس لئے نہیں بنائی گئی ہیں، اور دوسرے یہ عمل اعتکاف کی ماہیت کے خلاف ہے، خواہ مسجد کے اندر ہو یا اس کے باہر۔ الایہ کہ کوئی اضطراری کیفیت ہو تو وہ استثنائی شکل ہوگی۔ جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ ۙ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ [النور:36]۔

ان گھروں (مسجدوں) میں جن کے بلند کرنے، اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہاں صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ سَمِعَ رَجُلاً یَنْشُدُ ضَالَّةً فِی الْمَسْجِدِ فَلْیَقُلْ لاَ رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَیْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا"۔ ①

جو کسی شخص کو سنے کہ مسجد میں گمشدہ کا اعلان کر رہا ہے تو اسے چاہئے کہ کہے: اللہ کرے کہ تمہیں نہ ملے۔

اسی حکم میں بزنس، تجارت یا اور دنیوی امور سے متعلق گفتگو وغیرہ بھی ہے جو جدید وسائل مثلا

① صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النہی عن نشد الضالۃ فی المسجد، حدیث 568، نیز دیکھئے: شرح امام نووی 54/5۔

موبائل فون یا انٹرنٹ وغیرہ کی مدد سے کی جاتی ہے، کیونکہ اس سے بھی اعتکاف کا مقصد فوت ہو جاتا ہے لہٰذا معتکف کو چاہئے کہ ان چیزوں سے احتراز کرے۔

ایسے ہی لغو اور فضول گفتگو سے بھی معتکف کو احتراز کرنا چاہئے، کیونکہ ایسا کرنا اعتکاف کے مقصود کے خلاف ہے۔ ①

۳ شب قدر:

لیلۃ القدر کے مقام ومرتبہ کے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ نے اسے ''قدر'' اور ''مبارک'' کے وصف کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، اس شب کے بے شمار فضائل ہیں:

۱۔ اللہ کا ارشاد ہے:

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ۝١ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ۝٢ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝٣ تَنَزَّلُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۝٤ سَلَٰمٌ هِىَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ ٱلْفَجْرِ ۝٥ [القدر:1-5]

۱۔ یقیناً ہم نے اسے (قرآن کریم کو) شب قدر میں نازل فرمایا۔ آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟

۲۔ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

۳۔ اس (میں ہر کام) کے سر انجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبریل علیہ السلام) اترتے ہیں۔

---

① فقہ الاعتکاف: ص 244-268۔

۴۔ یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور طلوع فجر تک (رہتی ہے)۔

۲۔ ارشاد ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿٣﴾ [الدخان:3]۔

یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات میں اتارا ہے بیشک ہم ڈرانے والے ہیں۔

۳۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ''۔①

جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور اجر و ثواب کی نیت سے قیام کیا (تراویح پڑھی) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

۴۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''دَخَلَ رَمَضَانُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : إِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ ، وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ، مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ ، وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُومٌ''۔②

رمضان شروع ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ مہینہ تم پر سایہ فگن ہو چکا ہے، اس میں ایک شب ایسی ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس کے خیر سے

① صحیح البخاری، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، حدیث 2009، و مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان، وہو التراویح، حدیث 759۔

② سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب ما جاء فی فضل شہر رمضان، حدیث 1644، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابن ماجہ میں اسے حسن صحیح کہا ہے، 2/159۔

محروم ہوگیا وہ ساری بھلائیوں سے محروم ہوگیا، اور اس سے وہی محروم کیا جاتا ہے جس کا مقدر ہی محرومی ہو۔

● شب قدر کی تلاش وجستجو:

شب قدر کی تعیین کے سلسلہ میں نبی کریم ﷺ کو علم تھا، آپ اپنی امت کو اسے بتلانے کے لئے تشریف لا رہے تھے کہ دو مسلمانوں کے اختلاف اور جھگڑے کے سبب بھول گئے یا آپ سے بھلا دیا گیا لیکن اس میں بھی اس امت کے لئے خیر و بھلائی ہے۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

”خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ لِیُخْبِرَنَا بِلَیْلَةِ الْقَدْرِ ، فَتَلَاحَی رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِینَ ، فَقَالَ: خَرَجْتُ لأُخْبِرَكُمْ بِلَیْلَةِ الْقَدْرِ ، فَتَلَاحَی فُلَانٌ وَفُلَانٌ ، فَرُفِعَتْ ، وَعَسَی أَنْ یَكُونَ خَیْرًا لَكُمْ، فَالْتَمِسُوهَا فِی التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ“۔ ①

نبی کریم ﷺ ہمیں لیلۃ القدر کے بارے میں بتلانے کے لئے نکلے تھے کہ اسی دوران مسلمانوں میں سے دو لوگوں کا جھگڑا اور باہم اختلاف ہوگیا، تو آپ نے فرمایا: میں تمہیں لیلۃ القدر کے بارے میں بتلانے کے لئے نکلا تھا کہ فلاں فلاں نے جھگڑا تکرار کرلیا، جس کے سبب اس کی تعیین اٹھالی گئی، اور امید ہے کہ یہ تمہارے لئے خیر ہوگا، لہذا اب اسے انتیسویں، ستائیسویں اور پچیسویں شب میں (یا اکیسویں، تیئیسویں اور پچیسویں شب میں) تلاش کرو۔

---

① صحیح البخاری حدیث 2023، نیز دیکھئے: فتح الباری: 4/ 268-269۔

شب قدر کی تعیین بھلادی گئی ہے لیکن آپ ﷺ نے اسے ایک محدود دائرہ میں تلاش کرنے کی ترغیب دیکر اس کی فضیلت کے حصول کو آسان فرمادیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

مائی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ"۔ [1]

شب قدر کو پانے کے لئے رمضان کے آخری عشرہ میں کوشش کرو۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

"تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ"۔ [2]

شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

لہذا مسلمان کو چاہئے کہ اس عشرہ بالخصوص اس کی طاق راتوں میں خوب عبادت و اطاعت کے ذریعہ اس شب مبارک کی فضیلت کو حاصل کرنے کی کوشش کرے، اعتکاف کے مقاصد میں سے ایک مقصد شب قدر کی تلاش بھی ہے۔

● شب قدر کی چند علامتیں:

شب قدر کی چند علامتیں صحیح احادیث میں وارد ہیں، جن میں سے زیادہ تر علامتیں، اس کے گزر جانے کے بعد ظاہر ہوتی ہیں:

۱۔ شب قدر کی صبح جب آفتاب طلوع ہوگا تو اس کی کرنوں میں شدت نہ ہوگی، یہاں تک کہ

---

① صحیح البخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الأواخر، حدیث 1167، 2020، وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل لیلۃ القدر، حدیث 1196۔

② صحیح البخاری، حدیث 2071، ومسلم، حدیث 1169۔

بلند ہو جائے۔ ①

۲۔وہ روشن شب ہوگی جو نہ زیادہ گرم ہوگی نہ سرد۔ ②

۳۔شب قدر کی صبح آفتاب سرخ کمزور ہوگا۔ ③

۴۔اس شب میں زمین پر فرشتوں کی تعداد کنکریوں سے بھی زیادہ ہوگی۔ ④

۵۔ ہر شب آفتاب شیطان کی دو سینگوں نے درمیان طلوع ہوتا ہے سوائے شب قدر کی صبح کے۔ ⑤

● شب قدر کی دعا:

مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَیُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُولُ فِيهَا ؟ قَالَ: قُولِی: "اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ

① دیکھئے: صحیح مسلم،حدیث 1762 ،وأبوداود،حدیث 1378 ،وجامع الترمذی،حدیث 793،اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے،دیکھئے: صحیح سنن أبی داود،1 / 380،وصحیح سنن الترمذی،1 / 417۔

② صحیح ابن خزیمۃ،3 / 330،حدیث 2190،علامہ البانی نے شواہد کی بنیاد پر (3 / 330) صحیح قرار دیا ہے،اسی طرح شعیب ارنؤوط نے (8 / 443،حدیث 3688) شواہد کی بنیاد پر صحیح ابن حبان کی تحقیق میں صحیح قرار دیا ہے۔

③ صحیح ابن خزیمۃ،3 / 332،حدیث 2192،علامہ البانی نے شواہد کی بنیاد پر (3 / 332) صحیح قرار دیا ہے،نیز دیکھئے: صحیح الجامع: حدیث 5351۔

④ صحیح ابن خزیمۃ،3 / 232،حدیث 2194،علامہ البانی نے اس کی سند کو صحیح ابن خزیمہ پر اپنی تعلیق میں حسن قرار دیا ہے، نیز دیکھئے: سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ،حدیث 2205۔

⑤ مصنف ابن ابی شیبہ،ترقیم عوامہ،75/3،شب قدر کی مزید علامات اور تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: فتح الباری از حافظ ابن حجر 260/4،شرح حدیث 2022۔

فَاعْفُ عَنِّی‘‘۔ ①

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! بتایئے کہ اگر میں جان لوں کہ شب قدر کونسی ہے تو اس میں کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: یہ دعا پڑھا کرو:

’’اللّٰھُمَّ إِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی‘‘۔

اے اللہ! تو معاف کرنے والا کرم کرنے والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے، لہٰذا مجھے معاف فرمادے۔ ②

---

① جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب حدثنا قتیبۃ، حدیث 3513، وابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب الدعاء بالعفو والعافیۃ، حدیث 3850، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن الترمذی، 3/ 346، وغیرہ میں صحیح قرار دیا ہے۔

② افسوس کہ قدر کی راتوں کے فضائل، ان میں رسول اللہ ﷺ کے عملی اسوہ، ان کی خیر و برکت سے محرومی پر وعید اور ان میں خصوصی دعا کے اہتمام وغیرہ کے باوجود ہم مسلمان غفلت کا شکار ہیں، ان سے کماحقہ استفادہ نہیں کرتے، بلکہ ایک روایتی انداز سے یہ راتیں آتی اور ہم سے رخصت ہو جاتی ہیں، اور اگر شب بیداری کرتے بھی ہیں تو زندگی میں میسر آئے ایک ہزار مہینوں سے بھی بہتر ان قیمتی لمحات کو، جو نہ جانے حیات مستعار میں پھر کبھی میسر آئیں گے یا نہیں، یونہی خورد و نوش، دنیوی گفتگو یا پھر جلسے جلوس میں ضائع کر دیتے ہیں، حالانکہ یہ غفلت اور روایتی صورتحال کسی طرح مناسب نہیں، دعا ہے کہ اللہ عزوجل ہمیں ان قیمتی لمحات کو غنیمت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

حالانکہ سلف صالحین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے یہاں اس سلسلہ میں خصوصی اہتمام تھا، وہ نفوس قدسیہ عشرہ اخیرہ بالخصوص قدر کی ان راتوں میں پوری تیاری کے ساتھ قیام اور دیگر عبادات کا اہتمام کرتے تھے، چنانچہ وہ غسل کرتے تھے، نئے یا صاف ستھرے کپڑے زیب تن کرتے تھے، خوشبو لگاتے تھے اور پھر پوری رات عبادت میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔

شیخ سید العفانی نے اپنی کتاب ’’نداء الریان فی فقہ الصوم وفضل رمضان‘‘ میں ابن جریر رحمہ اللہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان راتوں میں غسل کرتے تھے، خوشبو لگاتے تھے اور عمدہ کپڑا زیب تن کرتے تھے۔

ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار درہم کا ایک جوڑا خریدا تھا جسے شب قدر میں ==

۴ زکاۃ الفطر:

● زکاۃ الفطر کیا ہے:

زکاۃ الفطر وہ زکاۃ ہے جو صیام رمضان کے خاتمہ پر مخصوص شرائط کے ساتھ، مخصوص مقدار میں، صوم کو لغو اور بیہودہ امور سے پاک کرنے اور مساکین کو غذا فراہم کرنے کی غرض سے واجبی طور پر ادا کی جاتی ہے۔

● زکاۃ الفطر کا حکم:

زکاۃ الفطر فرض ہے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ ، اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ ، وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى، وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ، وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُوَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ''۔ [1]

رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ الفطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو مسلمانوں میں سے ہر

== پہنا کرتے تھے۔ اسی طرح ایوب سختیانی رحمہ اللہ ان راتوں میں نئے کپڑے پہنتے تھے اور خوشبو کے لئے دھونی دیتے تھے۔ اور حماد بن سلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ثابت البنانی اور حمید الطویل رحمہما اللہ ان راتوں میں عمدہ کپڑے پہنتے تھے، خوشبو لگاتے تھے اور مسجد میں نضوح اور دخنہ (خوشبو کی خشک وتر قسمیں) کی دھونی دیا کرتے تھے۔ [دیکھئے: نداء الرحمن، از سید بن حسین العفانی 199/2، وفتاوی ابن جبرین، آداب الصیام]۔

① صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب فرض صدقۃ الفطر، حدیث 1503، و باب صدقۃ الفطر علی الحر والمملوک، حدیث 1511، ومسلم، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الفطر علی المسلمین، حدیث 984۔

غلام، آزاد، مرد، عورت اور چھوٹے بڑے پر فرض قرار دیا ہے، اور حکم دیا ہے کہ لوگوں کے صلاۃ عید کے لئے نکلنے سے پہلے اسے ادا کر دیا جائے۔

● زکاۃ الفطر کا مقصد:

زکاۃ الفطر کے مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث میں فرمایا:

"فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ"۔ ①

رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ الفطر فرض کیا ہے صائم کو لغو اور شہوانی امور سے پاک کرنے اور اور مساکین کے لئے غذا فراہم کرنے کے لئے۔

● زکاۃ الفطر کی ادائیگی کا وقت:

زکاۃ الفطر کی ادائیگی کے بارے میں بالترتیب چار اوقات ہیں، ان کے احکام مختصراً حسب ذیل ہیں:

۱۔ جائز وقت:

اگر زکاۃ الفطر عید سے ایک دو یا زیادہ سے زیادہ تین دن قبل ادا کر دی جائے تو جائز ہے، جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"وَكَانُوا يُعْطُونَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ"۔ ②

---

① سنن أبو داود، حدیث 1609، و ابن ماجہ، حدیث 1827، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے، دیکھئے: صحیح أبي داود، حدیث 1609، و صحیح ابن ماجہ، حدیث 492۔

② صحیح البخاری، حدیث 1511، و مسلم، حدیث 984۔

لوگ عید الفطر سے ایک یا دو دن پہلے بھی زکاۃ الفطر دیا کرتے تھے۔

اور موطا امام مالک میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر سے دو یا تین روز پہلے زکاۃ الفطر بھیجوا دیا کرتے تھے۔ ①

۲۔واجب وقت:

رمضان کے آخری دن کا سورج غروب ہو جانے پر زکاۃ الفطر کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے۔کیونکہ صوم رمضان ختم ہو جاتا ہے'فطر شروع ہو جاتا ہے،اور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں پر فطر کی زکاۃ فرض کی ہے،لہٰذا فطر ہوتے ہی فرضیت کا حکم مرتب ہو جائے گا۔

۳۔مستحب اور افضل وقت:

لوگوں کے صلاۃ عید کے لئے نکلنے سے قبل زکاۃ الفطر کی ادائیگی افضل اور بہتر ہے،جیسا کہ حدیث گزر چکی ہے:

''وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُوَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلَاةِ ''۔ ②

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ لوگوں کے صلاۃ عید کے لئے نکلنے سے پہلے اسے ادا کر دیا جائے۔

۴۔ممنوع اور غیر مقبول وقت:

اگر زکاۃ الفطر کی ادائیگی بلا عذر صلاۃ عید سے پہلے نہ کی جائے،بلکہ صلاۃ عید کے بعد کی جائے تو ایسا کرنا ناجائز ہے،جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

---

① موطا الامام مالک،کتاب الزکاۃ،باب وقت ارسال زکاۃ الفطر،حدیث 55۔

② صحیح البخاری،حدیث 1503،وحدیث 1511،ومسلم،حدیث 984۔

”فَمَنْ اَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ وَمَنْ اَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ“۔ ①

جس نے اسے صلاۃ عید سے قبل ادا کر دیا اس کی زکاۃ مقبول ہے، اور جس نے صلاۃ عید کے بعد ادا کیا وہ ایک عام صدقہ ہے۔

● زکاۃ الفطر میں کیا ادا کیا جائے؟

زکاۃ الفطر میں کیا ادا کیا جائے، اس بارے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی صحیحین کی روایت میں ،جو اور کھجور کا ذکر آچکا ہے، اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اپنی روایت میں فرماتے ہیں:

”كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ ، اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ ، اَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ ، اَوْ صَاعًا مِنْ اَقِطٍ ، اَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ“۔ ②

ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں زکاۃ الفطر میں ایک صاع کھانا، یا ایک صاع جو، یا ایک صاع کھجور، یا ایک صاع پنیر، یا ایک صاع کشمش نکالا کرتے تھے۔

● زکاۃ الفطر میں نقدی قیمت کی ادائیگی:

فرمان رسول ﷺ اور صحابہ کرام کے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ زکاۃ الفطر میں غلہ، اناج اور اسی طرح اس وقت رائج غذائیں ادا کی جاتی تھیں، لہٰذا یہی سنت رسول ہے۔

---

① سنن أبو داود، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الفطر، حدیث 1609، وابن ماجہ، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، حدیث 1827، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے کئی جگہوں پر حسن قرار دیا ہے، دیکھئے: صحیح أبی داود، حدیث 1609، وصحیح ابن ماجہ، حدیث 1854، وإرواء الغلیل، حدیث 843۔

② صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر صاع من طعام، حدیث 1506، وباب صاع من زبیب، حدیث 1508، ومسلم، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الفطر علی المسلمین، حدیث 985۔

غلہ اناج وغیرہ کے علاوہ نقدی رقم زکاۃ الفطر میں نکالنا نبی کریم ﷺ یا آپ کے صحابہ سے ثابت نہیں ہے، اس لئے نقدی قیمت کی ادائیگی سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ علماء محققین کے مطابق نقد کی شکل میں ادا کرنے سے زکاۃ الفطر ادا نہ ہوگی، کیونکہ یہ عمل سنت نبوی کے خلاف ہے، اور ارشاد نبوی ہے:

"مَنْ عَمِلَ عَملاً لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ"۔ ①

جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں، وہ مردود ہے۔

نقدی قیمت ادا کرنے میں کئی قباحتیں ہیں:

۱۔ اگر نقد جائز ہوتا تو زمانہ نبوی میں بھی نقد موجود تھا، آپ ﷺ اس کی رہنمائی ضرور فرماتے۔

۲۔ نقدی قیمت میں غلہ اور غذا کی قیمت کا اعتبار مشکل ہے، کیونکہ عہد نبوی اور عہد صحابہ میں کئی قسم کی غذاؤں سے زکاۃ الفطر نکالی جاتی تھی اور ان کی قیمتیں مختلف تھیں۔

۳۔ آپ ﷺ نے زکاۃ الفطر کی حکمت میں **"طُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ"** (مساکین کی غذا) فرمایا ہے، اور یہ مقصد غلہ اور غذا سے بآسانی مکمل ہوتا ہے، نقدی قیمت کی کوئی حاجت نہیں۔

۴۔ یہ ایک ظاہری واجبی شعار ہے جو اسلامی سماج میں نظر آنے اور محسوس کیا جانے والا ہے، اور نقد ادا کرنے کی صورت میں یہ ظاہری شعار باقی نہ رہے گا بلکہ ایک پوشیدہ عمل بن کر رہ جائے گا۔ واللہ اعلم۔ ②

---

① صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا علی صلح جور، حدیث 2697، ومسلم، کتاب الأقضیۃ، باب نقض الأحکام الباطلۃ، حدیث 1718۔

② مزید دیکھئے: المغنی، 4/ 295، ومجموع فتاوی ابن باز، 14/ 202، مجموع فتاوی اللجنۃ الدائمۃ، 9/ 379، ومجالس شہر رمضان، از ابن عثیمین، ص 138۔

● زکاۃ الفطر کی مقدار:

زکاۃ الفطر کی مقدار ایک صاع ہے، جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں گزرا، ایک صاع چار مُد کا ہوتا ہے اور ایک مُد ایک متوسط انسان کی دو ہتھیلیوں بھر خشک اناج کو کہا جاتا ہے جیسے گیہوں کھجور وغیرہ۔

اور موجودہ پیمائش کے مطابق محتاط انداز میں ایک صاع کی مقدار تقریبا اڑھائی سے پونے تین کلو گرام ہے۔ ①

① دیکھئے: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ،9/ 379، ومجالس شہر رمضان، از ابن عثیمین 1/ 138۔

ساتویں فصل:

رمضان المبارک کے چند خصوصی اعمال

رمضان المبارک میں صوم، صلاۃ، قیام اللیل، اور اخری عشرہ کی خصوصی عبادات' اعتکاف، شب قدر وغیرہ کے علاوہ بھی کچھ اعمال خیر ہیں جن کا اس ماہ مبارک میں اہتمام کرنا ضروری ہے، چند حسب ذیل ہیں:

1 تلاوت قرآن کریم:

ماہ رمضان نزول قرآن کا مہینہ ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ [البقرۃ:185]

ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا' جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق وباطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں۔

نیز تلاوت قرآن کی فضیلت میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿٢٩﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿٣٠﴾ [فاطر:30-29]۔

جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے

ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی خسارہ میں نہ ہوگی۔تاکہ ان کو ان کی اجرتیں پوری دے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دے بے شک وہ بڑا بخشنے والا قدردان ہے۔

اور جبریل علیہ السلام ہر سال رسول اللہ ﷺ کو ماہ رمضان میں قرآن کا دور کراتے تھے۔

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اس ماہ میں کثرت سے کتاب اللہ کی تلاوت کرے،اور اللہ سے رو کر اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے۔

اور اس مناسبت سے سلف صالحین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بڑا اہتمام منقول ہے۔اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ،قتادہ،امام شافعی،امام زہری اور سفیان ثوری رحمہم اللہ وغیرہم کے بارے میں ان کی سیرتوں میں آتا ہے کہ وہ رمضان المبارک میں اپنے تمام کاموں کو چھوڑ کر تلاوت قرآن میں منہمک ہو جاتے تھے۔

۲ صدقہ وانفاق:

رمضان میں صدقہ وانفاق بھی ایک مبارک عمل ہے،عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"كَانَ النَّبِىُّ ﷺ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ ، وَكَانَ اَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِى رَمَضَانَ ، حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ ، وَكَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِى رَمَضَانَ حَتّٰى يَنْسَلِخَ ، يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِىُّ ﷺ الْقُرْاٰنَ ، فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ

اَجْوَدَ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیحِ الْمُرْسَلَةِ''۔ ①

نبی کریم ﷺ سخاوت اور خیر کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ ﷺ کی سخاوت اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی تھی جب جبریل علیہ السلام آپ ﷺ سے رمضان میں ملتے تھے، جبریل علیہ السلام آپ ﷺ سے رمضان کی ہر رات میں ملتے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔ نبی کریم ﷺ جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے، جب جبریل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملنے لگتے تو آپ ﷺ چلتی ہوا سے بھی زیادہ بھلائی پہنچانے میں سخی ہو جایا کرتے تھے۔

اس سلسلہ میں ایک عمل خیر صوم رکھنے والوں کو افطار کرانا بھی ہے، اس کام کی بڑی فضیلت وارد ہے، رسول گرامی ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا کَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهِ غَیْرَ اَنَّهُ لاَ یَنْقُصُ مِنْ اَجْرِ الصَّائِمِ شَیْئًا''۔ ②

جس نے کسی صائم کو افطار کرایا، اسے اسی جیسا اجر وثواب ملے گا، اور صائم کے ثواب میں کسی قسم کی کمی بھی نہ ہوگی۔

---

① صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب اجود ما کان النبی ﷺ یکون فی رمضان، حدیث 1902، وکتاب فضائل القرآن، باب کان جبریل یعرض القرآن علی النبی ﷺ، حدیث 4997، ومسلم کتاب الفضائل، باب جودہ ﷺ، حدیث 2308۔

② جامع الترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی فضل من فطر صائما، حدیث 807، وابن ماجہ، کتاب الصیام، باب فی ثواب من فطر صائما، حدیث 1746، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن الترمذی میں صحیح قرار دیا ہے، 1/ 424۔

۳ عمرہ:

عمرہ کرنا یوں بھی ایک افضل عمل ہے، لیکن رمضان میں عمرہ کا ثواب اور بڑھ جاتا ہے، آپ ﷺ نے رمضان میں اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"...عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً. أَوْ حَجَّةً مَعِي"۔ ①

رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے، یا میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔

۴ ذکر و دعا اور استغفار:

رمضان المبارک کی لیل و نہار کی ساعتیں اور اس کا ایک ایک لمحہ اہل ایمان کیلئے نعمت ہے، لہذا ہمیں چاہیئے کہ انہیں غنیمت جانتے ہوئے کثرت سے ذکر و اذکار اور دعا و استغفار میں مشغول رہیں بالخصوص ان اوقات میں جو قبولیت دعا کے اوقات ہیں، مثلاً:

۱- افطار کے وقت، کیونکہ اس وقت دعا رد نہیں ہوتی۔

۲- رات کے آخری تہائی حصہ میں، جبکہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔

۳- سحر کے وقت۔

۴- جمعہ کے روز، بالخصوص عصر کے بعد۔

۵- اذان اور اقامت کے درمیان۔

۶- سجدوں میں۔

---

① صحیح البخاری، کتاب العمرۃ، باب عمرۃ فی رمضان، حدیث 1782، وکتاب جزاء الصید، باب حج النساء، حدیث 1863، ومسلم، کتاب الحج، باب فضل العمرۃ فی رمضان، حدیث 1256۔

آٹھویں فصل:

عید الفطر کے مختصر احکام وآداب اور منکرات

[أ] عید الفطر کے چند احکام وآداب:

① رمضان کے آخری دن غروب آفتاب کے بعد سے لیکر امام کے خطبہ سے فارغ ہونے تک تکبیرات پڑھنا مسنون ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے:

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٨٥﴾ [البقرة:185]۔

تاکہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔

② صلاۃ عید الفطر مشروع ہے اور محققین کی راجح رائے کے مطابق واجب ہے۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾ [الکوثر:2]۔

آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔ ①

عید الفطر کے آداب:

③ عید کے دن غسل کرنا اور نئے یا عمدہ کپڑے زیب تن کرنا مسنون ہے۔

---

① المغنی، از ابن قدامۃ، 3 / 254، والشرح الممتع، از ابن عثیمین، 5 / 151-152۔

④ صلاۃ عید الفطر کے لئے جانے سے قبل طاق عدد میں کھجوریں کھانا مسنون ہے۔

⑤ عیدگاہ پیدل جانا اور پیدل واپس آنا اور ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا مسنون ہے۔

⑥ صلاۃ عید سے پہلے یا بعد میں کوئی سنت یا نفل نہیں ہے۔

⑦ صلاۃ عید کے لئے کوئی اذان ہے نہ اقامت۔

⑧ عید کے دن چھوٹی بچیوں کا دف بجانا اور کھیلنا جائز ہے۔ البتہ موجودہ دور کے فحش گانے، بجانے، میوزک اور رقص و سرود حرام ہیں۔

⑨ عورتوں کو بھی چاہئے کہ حجاب شرعی میں' سینٹ اور خوشبو کے بغیر' سادگی اور حیا و حشمت کے ساتھ عیدگاہ جائیں' راستے میں دھیمی آواز میں تکبیرات پڑھیں، صلاۃ ادا کریں اور خطبہ سنیں۔ اسی طرح بچوں کو بھی عیدگاہ لے جانا چاہئے۔

⑩ عید کی مبارکباد دی جاسکتی ہے، جیسا کہ بعض صحابہ سے منقول ہے کہ عید کے دن ایک دوسرے کو ''تقبل الله منا ومنک'' (اللہ ہماری اور آپ کی نیکیاں قبول فرمائے) کہہ کر مبارکباد دیا کرتے تھے۔

۲ عید کے دن بعض منکرات:

نہایت افسوسناک امر یہ ہے کہ بعض مسلمان خوشی اور شکر الٰہی کے اس مبارک دن میں بھی کچھ منکرات کا ارتکاب کرتے ہیں، عید کی مناسبت سے سرزد ہونے والے بعض منکرات حسب ذیل ہیں، جن سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

① قبروں، مزاروں وغیرہ پر جانا، ان سے دعائیں کرنا، مرادیں مانگنا، چادر چڑھانا۔ یہ

عمل اللہ سبحانہ وتعالی کے ساتھ شرک ہے۔

② شریعت مخالف لباس زیب تن کرنا، جیسے:

ا۔عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا یا مردوں کا عورتوں والے لباس پہننا۔

۲۔مردوں کا ریشم یا شہرت والے لباس پہننا۔

۳۔مردوں کا اپنے کپڑوں کو ٹخنوں کے نیچے لٹکانا۔

③ گانے، بجانے، میوزک سننا سنانا، فلمیں دیکھنا دکھانا وغیرہ۔

④ غرور وتکبر اور گھمنڈ کرنا، اور غریبوں مسکینوں کو حقیر جاننا۔

⑤ اعزاء، اقارب اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کے بجائے قطع تعلق کرنا۔

⑥ شراب وکباب اور نشہ خوری کی مجلسیں منعقد کرنا یا ان میں شریک ہونا۔

⑦ غیر محارم کے ساتھ خلوت واختلاط کرنا، ان سے مصافحہ کرنا وغیرہ۔

⑧ داڑھیاں منڈانا یا قصر کرنا، حالانکہ یہ یہودیوں کا شیوہ اور طریقہ ہے۔

⑨ کھانے پینے اور پہننے وغیرہ میں بے جا اسراف اور فضول خرچی کرنا، جبکہ ایسا کرنے والوں کو اللہ سبحانہ وتعالی نے شیطان کا بھائی کہا ہے۔

ان تمام باتوں کے دلائل کتاب وسنت، اور سیرت سلف میں موجود ہیں، اختصار کے پیش نظر ان کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم، وھو ولی التوفیق۔

وصلى الله وسلم وبارك وأنعم على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

عبدالواحد انور یوسفی اثری

رکھو روزہ، مہ رمضاں لئے بخشش کا جام آیا

مبارک مومنو! پھر لوٹ کر ماہِ صیام آیا
فضائیں مسکرا اٹھیں فرشتوں کا سلام آیا

کھلے جنت کے دروازے مقفل ہیں درِ دوزخ
شیاطیں قید ہیں کیا خوب ماہ شاد کام آیا

بڑھو اے طالبانِ خیر، کارِ خیر کی جانب
رکو اے شر پسندو! شر سے کہ ماہِ صیام آیا

نزول ماہِ قرآں ہے شغف قرآن سے رکھو
رکھو روزہ، مہ رمضاں لئے بخشش کا جام آیا

وہ قدر و منزلت کی اِک مبارک رات ہے جس میں
ہدیً للعالمیں کی شکل میں رب کا کلام آیا

قیام اللیل سے اپنی خطاؤں کو مٹا ڈالو
غنیمت ہے برائے عفو ہی حکم قیام آیا

یہ صوم ماہ رمضاں فرض ہے ایمان والوں پر
بنیں سب متقی بے شک یہی رب کا پیام آیا

کرو تاخیر سحری میں کہ یہ حکم شریعت ہے
معاً افطار میں تعجیل کا شرعی نظام آیا

ملی آنکھوں کو بھی ٹھنڈک ملی دل کو طمانینت
ہے منظر دیدنی انورؔ نظر جو صبح و شام آیا
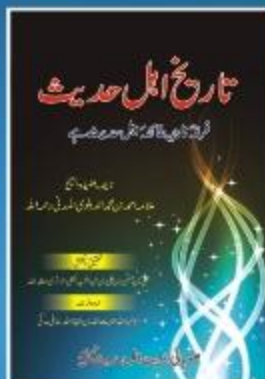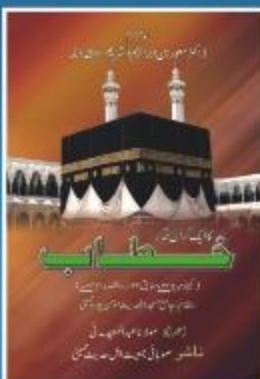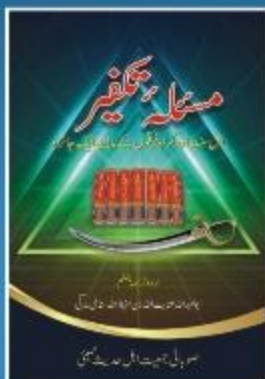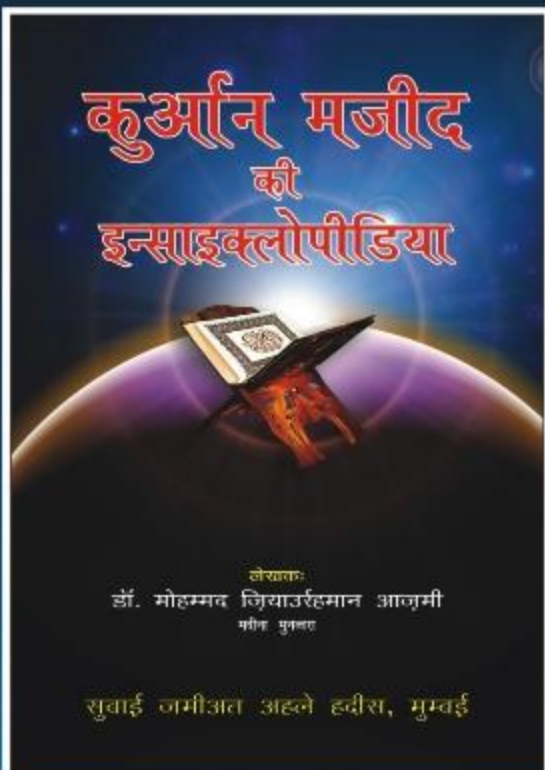
SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI

14/15, Chunawala Compound, Opp. BEST Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W)., Mumbai - 70.
Tel.: 2652 0077 Fax : 2652 0066 email : ahlehadeesmumbai@hotmail.com